REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۵　　شمارہ ۴

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائب ایڈیٹر:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن۔

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

۴ رمضان المبارک ۱۴۱۶ ہجری　　۲۵ صلح ۱۳۷۵ ہش　　۲۵ جنوری ۱۹۹۶ء

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۴۳۵۱۶

اخبارِ احمدیہ

لندن ۲۴ جنوری (ایم۔ ٹی۔ اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و تندرستی۔ درازیٔ عمر۔ مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر آن حضور پُر نور کا حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت عطا فرمائے۔ آمین ⁂

روزہ اِتنا ہی نہیں کہ اِنسان بھوکا پیاسا رہے!

قرآن کی رُخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے!!

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

" تیسری بات جو اسلام کا رُکن ہے وہ روزہ ہے۔ روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس مُلک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اُس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے۔ اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدِنظر رکھنا چاہیئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں معروف رہے۔ تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو رُوح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔"

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۱۲۳)

" اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت (روزہ۔ ناقل) رکھنے کی اجازت اور رُخصت دی ہے۔ اس لئے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہیئے۔ مَیں نے پڑھا ہے کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالتِ سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے تو یہ معصیت ہے۔ کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے نہ اپنی مرضی۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا فرمانبرداری میں ہے۔ جو حکم وہ دے اس کی اطاعت کی جاوے اور اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا جاوے۔ اس نے تو یہی حکم دیا ہے مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی کہ ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو۔ مَیں سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکھتا اور ایسا ہی بیماری کی حالت میں۔ چنانچہ آج بھی میری طبیعت اچھی نہیں اور مَیں نے روزہ نہیں رکھا۔"

(ایضاً صفحہ ۴۲)

" جو شخص مریض اور مُسافر ہونے کی حالت میں ماہِ رمضان میں روزے رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ مریض اور مسافر روزہ نہ رکھیں۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔ خدا تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنا چاہیئے کیونکہ نجات فضل سے ہے نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی نجات حاصل کر سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت۔ اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا ہو۔ بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ مریض اور مُسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔
اللہ تعالیٰ نے شریعت کی بناء آسانی پر رکھی ہے۔ جو مسافر اور مریض صاحبِ مقدرت ہوں اُن کو چاہیئے کہ روزہ کی بجائے فدیہ دے دیں۔ فدیہ یہ ہے کہ ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔

(ایضاً صفحہ ۴۳۱)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۵ صلح ۱۳۷۵ ہش

نفرت کی بدبو مت پھیلایئے!

(۵)

مذکورہ عنوان کے تحت ہم روزنامہ اخبار "اُتّم ہند" جالندھر کی ۱۹ اور ۲۶ مارچ اور ۲ اکتوبر ۱۹۹۵ء کی اشاعتوں میں جناب بشن سروپ گوئل صاحب کے مضمون

"گاندھی جی نے قرآن پڑھی ہوتی..... تو ہندو مسلم بھائی بھائی کا نعرہ نہ لگاتے۔ پاکستان نہ بنتا"

کے جواب میں قبل ازیں چار اقساط مدلل و محکم جوابات سے مزین تحریر کر چکے ہیں۔ اگرچہ مذکورہ اقساط تک ہمارا جواب مکمل ہو چکا ہے لیکن اس قسط میں ہم بشن سروپ گوئل اور اُن جیسے اور بہت سے مضمون نگار حضرات سے یہ ہمدردانہ و برادرانہ گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ ایسے مضامین سے جو دوسروں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے والے اور نفرت کی ہوا کو پھیلانے والے ہوتے ہیں پرہیز کرنا چاہیئے۔ کسی کے مذہب، مذہبی کتاب اور مذہبی پیشوا کو بُرا بھلا کہہ لینا نہایت آسان ہے لیکن کروڑوں لوگ جو اس مذہب سے جُڑے ہوئے ہیں، جو اپنی مذہبی کتاب اور مقدس پیشوا کو عزت و تکریم کی نظر سے دیکھتے ہیں اُن کے جذبات کو مشتعل کر کے ملک کی فضائے امن کو بدامنی کے شعلوں میں دھکیل دینا یہ بھلا کہاں کی عقلمندی ہے ــــ!؟

ہر آدمی کا حق ہے کہ جو بات اُسے سمجھ میں نہ آئے وہ دوسرے سے دریافت کرے۔ جس بات سے چاہے اختلاف رکھے۔ لیکن اپنے اختلافات کے دائروں کو نفرتوں اور اشتعال کے دائروں تک پھیلا دینا، انسانیت اور شرافت ہرگز اس کی اجازت نہیں دیتے۔ ہمیں بھی ہندو مذہب سے اکثر اُمور میں اختلاف ہے لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہم شری کرشن جی۔ شری رام چندر جی اور مقدس گیتا یا وید کو بُرا بھلا کہیں، گالیاں نکالیں اور بنی نوعِ انسان میں نفرتوں کے بیج بوئیں ــــ ہرگز نہیں بلکہ ہم کو تو یہ تعلیم ہے کہ اگر دیگر مذاہب کی بعض تعلیمات و عقائد قرآنِ مجید کی تعلیمات و عقائد سے مختلف نظر آئیں تو اُن کے متعلق یہی سمجھیں کہ جس زمانہ میں اُن کتب کا نزول ہوا تھا بنی نوعِ انسان کے لئے وہی تعلیمات رائج تھیں۔ لیکن اب وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اس ترقی یافتہ زمانے میں قرآنِ مجید میں اُن تعلیمات سے مختلف اور احسن و اکمل تعلیمات دی گئی ہیں۔ اس کی مثال میں بائیبل کو پیش کیا جا سکتا ہے جس کے عہد نامہ قدیم میں سختی کی تعلیم ہے اور عہد نامہ جدید نہایت نرمی کی تعلیم پیش کرتا ہے۔ بالآخر اسلام نے آکر ہر دو تعلیمات میں اعتدال و توازن کے پہلو کو برقرار فرمایا۔ اور جہاں تک بنیادی عقائد میں اختلاف کا سوال ہے جیسے بعض کتب میں توحید کو چھوڑ کر مشرکانہ عقائد نظر آتے ہیں تو یہ دراصل اُن کتب میں ابتداءً نہیں تھیں۔ بعد میں مذہب کے ٹھیکیداروں نے اپنی طرف سے ملا دیں۔ بات کوئی بھی ہو، ہم کسی بھی صورت میں کسی مذہبی کتاب پر یا کسی بھی مذہبی پیشوا پر کوئی الزام نہیں لگا سکتے۔ مذہبی کتب و مذہبی پیشوا بہرحال لائقِ تعظیم و تکریم ہیں۔

قرآنِ مجید کی تعلیم تو یہاں تک ہے کہ خواہ مسلمان مشرکانہ عقائد و تعلیمات کو پسند نہ کریں، بتوں کی پوجا نہ کریں لیکن کسی بھی صورت میں اُنہیں اجازت نہیں کہ وہ مشرکوں کے بتوں کو بُرا بھلا کہیں۔ قرآنِ مجید نفرتوں کو بھگانے اور امن کو قائم کرنے کے لئے کیسی عظیم تعلیم پیش کرتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے، فرمانِ الٰہی ہے:-

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ط (انعام: ۱۰۹)

ترجمہ:- اور تم اُنہیں جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں گالیاں نہ دو نہیں تو وہ دشمن ہو کر جہالت کی وجہ سے اللہ کو گالیاں دیں گے۔

اب دیکھئے کہ باوجودیکہ قرآنی عقائد کی رُو سے بُت کی کوئی حقیقت نہیں ہے لیکن پھر بھی خدا مسلمانوں کو یہ اخلاق سکھاتا ہے کہ بُتوں کی بدگوئی سے بھی اپنی زبان بند رکھو اور صرف نرمی سے سمجھاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ مشتعل ہو کر خدا کو گالیاں نکالیں اور اس طرح ملک میں بدامنی پھیلے۔ یہ تو تھی مشرکوں اور مُوحّدوں کے درمیان اتفاق و اتحاد کی تعلیم۔ علاوہ اس کے قرآنِ مجید ان مذاہب کو بھی اتفاق و اتحاد کی طرف بُلاتا ہے جو اسلام کی طرح توحید کے قائل ہیں۔ فرماتا ہے

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○ (آل عمران: ۶۵)

تُو کہہ کہ اے اہلِ کتاب کم سے کم ایک ایسی بات (میں تو آپس میں اتفاق و اتحاد قائم کر کے نفرتوں کو ختم کرنے) کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور نہ ہی ہم اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو رب بنایا کریں۔ پھر اگر وہ پھر جائیں یعنی ان اُمور میں اتفاق و اتحاد کرتے ہوئے اشتراک نہ کریں تو اُن سے کہو کہ گواہ رہو کہ ہم مسلمان (ان اُمور میں اشتراک کرنے کے لئے تیار) ہیں اور (اس تعلیم میں) خدا کے فرمانبردار ہیں۔

علاوہ اس کے اسلام یہ بھی تعلیم دیتا ہے کہ اس خدا کی طرف سے آنے والے سب پیغمبر۔ اوتار۔ رشی۔ منی قابلِ تکریم و لائقِ تعظیم ہیں۔ فرمایا

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○ (آل عمران، ۸۵)

تم اے مسلمانو! یہ کہو کہ ہم دُنیا کے تمام نبیوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان میں تفریق نہیں کرتے کہ بعض کو مانیں اور بعض کو نہ مانیں۔

بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اسلام وہ پاک اور صلح کا مذہب ہے جس نے کسی قوم کے پیشوا پر حملہ نہیں کیا۔ اور قرآن وہ قابلِ تعظیم کتاب ہے جس نے قوموں میں صلح کی بنیاد ڈالی اور ہر ایک قوم کے نبی کو مان لیا۔" (پیغامِ صلح ص۳۰)

پھر فرمایا:-

"دیکھو یہ کیسی پیاری تعلیم ہے جو دُنیا میں صلح کی بنیاد ڈالتی ہے اور تمام قوموں کو ایک قوم کی طرح بنانا چاہتی ہے۔ یعنی یہ کہ دوسری قوموں کے بزرگوں کو عزت سے یاد کرو اور اس بات کو کون نہیں جانتا کہ سخت دشمنی کی جڑ اُن نبیوں اور رسولوں کی تحقیر ہے جن کو ہر ایک قوم کے کروڑہا انسانوں نے قبول کر لیا ہے۔ جو شخص کسی نبی کی تحقیر کرتا ہے یا تحقیر کرنے والے کا دوست اور حامی ہے اور پھر وہ اس قوم سے صلح چاہتا ہے جو اس نبی پر دل و جان سے قربان ہے وہ ایسا مورکھ اور نادان ہے کہ جہالت اور نادانی میں دنیا میں کوئی اس کی نظیر نہیں۔ ایک شخص جو کسی کے

(باقی دیکھئے ص۱۰ پر)

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AVTO TRADERS
۱۶ میسنگو لین کلکتہ ۷۰۰۰۱
فون نمبرز:- ۲۲۸۵۲۲۴
۲۲۸۱۶۵۲
۲۴۴۰۲۹۲

ارشاد بوٹ
مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا
منجانب
سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان
پروپرائیٹر
حنیف احمد کامران
PHONE NO. 04524 - 64

خطبہ جمعہ

وہ جماعت جس پر خدا کے فضل نازل ہوں جن کے دماغ خدا نے روشن کئے ہوں جن کو اللہ آسمان سے علوم سکھاتا ہو انکا مقابلہ تم کیسے کر سکتے ہو

ایم ٹی اے کیلئے مختلف پروگراموں کی تیاری کے سلسلہ میں تفصیلی ہدایات

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۵؍ستمبر ۱۹۹۵ء مطابق ۱۵؍تبوک ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام سٹی ہال آفن باخ (جرمنی)

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:-

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۙ
وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۚ
فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۠
(الطارق: ۱۶ تا ۱۸)

پھر فرمایا:

"قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ جہاں مومن کو حکم ہے کہ وہ حکمت سے کام لے تدبیر سے کام لے، بیدار مغزی سے کام لے سرحدوں پر گھوڑے باندھے یعنی دشمن کی ہر حرکت اور سکون پر نظر رکھے اور خیال رکھے کہ دشمن جب اس کا بس چلے گا شب خون مارنے کی کبھی کوشش کرے گا اچانک حملے کرے گا، جہاں سے تمہیں توقع نہیں ہو سکتی اس لئے اللہ مومن سے توقع رکھتا ہے کہ ہمیشہ بیدار رہے اور بیدار مغزی کے ساتھ اس بات کا منتظر رہے کہ جب بھی دشمن کوئی کارروائی کرے تو وہ دشمن مومن کو مستعد پائے اور مومن کی جوابی کارروائی ایسی ہو جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ ان کے پیچھلے اس سے نصیحت پکڑیں۔ یعنی جوابی کارروائی میں نہ صرف یہ کہ مستعدی پائی جائے بجائے اس کے کہ مومن کو دشمن حیران کر سکے، دشمن حیران ہو جائے اور اس قدر حیران ہو کر اس کے نتیجے میں جو دوسرے منصوبہ بنانے والے پیچھے بیٹھے ہیں وہ اس کا حال دیکھ کر نصیحت پکڑ لیں۔

اس پہلو سے دعوت الی اللہ کے مضمون کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ دعوت الی اللہ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ جو کچھ بھی کامیابیاں عطا فرماتا ہے ان کامیابیوں پر اس طرح راضی ہو کر بیٹھ رہنا کہ گویا اب ہم نے اپنے مقصد کو پا لیا جو کچھ حاصل کرنا تھا حاصل کر لیا اور جو ہمارا ہوا ہے وہ ہمارا ہو چکا ہے یہ تصور درست نہیں۔ قرآن کریم اس تصور کو جھٹلاتا ہے اور کئی طریقوں سے مومن کو بیدار کرتا ہے۔ ان طریقوں میں سے ایک، تو یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ سرحدوں کی حفاظت کرو یعنی جہاں جہاں سے دشمن نے حملہ کرنا ہے وہاں تمہارے گھوڑے تیار موجود ہوں اور کبھی بھی دشمن تمہیں SURPRISE نہ دے سکے۔ SURPRISE کا ایک محاورہ بن چکا ہے۔ انگریزی لفظ ہے لیکن اب دنیا میں عام مشہور و معروف بن گیا ہے۔ فوجی اصطلاح میں SURPRISE کہتے ہیں ایسے حملے کو جس کی دشمن کو کوئی توقع نہ ہو اور اچانک اس طرح حملہ ہو کہ اس کے پاؤں اکھڑ جائیں کیونکہ توقع نہ ہو تو تیاری نہیں ہوتی تیاری نہ ہو تو دفاع کے سامان ہونے کے باوجود انسان بسا اوقات انہیں استعمال نہیں کر سکتا۔

پس اس پہلو سے اوّل تو یہ حکم ہے کہ تمہارے مختلف کناروں سے یعنی جہاں جہاں تمہاری اور دشمن کی سرحدیں ملتی ہیں وہاں ہمیشہ دشمن کے حملوں اور شرارتوں کی توقع رہنی چاہئے اور اس کا احتمال ہمیشہ رہے گا اور تم نے ہمیشہ نظر میں رکھنی ہیں کہ کب کس وقت کوئی منصوبہ ہوتا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اسی ہدایت کا مرقع تھے یعنی ایک زندہ مثال تھے باوجود اس کے کہ عرب کے ریگستان میں رسل و رسائل کے کوئی اہم ذرائع موجود نہ تھے اور دور دور کی خبریں آنے میں بہت وقت لگتا تھا مگر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نظر مشرق کی سرحد پر بھی تھی مغرب کی سرحد پر بھی تھی، شمال کی سرحد پر بھی تھی گردو پیش پر بھی تھی اور وہ غزوۂ تبوک جس کا ذکر کثرت سے ملتا ہے اس کی وجہ یہی نہیں تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ علم ہو چکا تھا کہ دشمن اسلام کی سرحدوں پر فوج جمع کر رہا ہے اور بڑے حملے کی تیاری کر رہا ہے۔ غزوۂ تبوک کے نتیجے میں کوئی بڑی لڑائی تو نہ ہوئی کیونکہ قتال کی نوبت نہ آئی مگر بروقت مستعد کارروائی کے نتیجے میں دشمن کے ارادے ٹل گئے اور ان کی فوجیں بکھر گئیں اور انہوں نے جب یہ دیکھا کہ ایک بہت ہی مستعد اور بیدار مغز مد مقابل ہے تو اس بات کی جرأت ہی نہ ہوئی کہ باقاعدہ جم کر حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کا مقابلہ کر سکتے تو بیدار مغزی بھی یا جہاد کا ایک انتہائی لازمی جزو ہے جس کو ہم نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دور میں ہمیشہ صف اوّل میں پایا۔ مکہ میں جو کچھ ہو رہا تھا اس کی خبریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مستقل مل رہی ہوتی تھیں کب قافلہ تیار ہو رہا ہے کہاں کے لئے تیار ہو رہا ہے، کیا نیتیں ہیں، ان سب باتوں کی اطلاعیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مسلسل اس نظام کے ذریعے ملتی تھیں جو اس آیت کی ہدایت کے نتیجے میں آپ نے جاری فرمایا۔

اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ تمام دنیا کی جماعتوں کے لئے ایک سبق ہے اور مجھے فکر ہے کہ اس پہلو میں کچھ کمزوری باقی ہے۔ دعوت الی اللہ کے کام کو تو آگے بڑھایا جا رہا ہے خدا کے فضل کے ساتھ ساتھ جماعت زیادہ بیدار مغزی اور احساس کے ساتھ احساس ذمہ داری کے ساتھ زیادہ سے زیادہ مجاہدین کو اس عظیم جہاد میں جھونک رہی ہے لیکن جو دوسرا پہلو میں نے بیان کیا ہے اس پر ابھی پوری نظر نہیں ہے کئی دفعہ دشمن کے منصوبوں کی اطلاع اس وقت ہوتی ہے جب وہ حملہ کر چکے ہوتے ہیں اور یہ شیوہ

حضرت اقدس محمد رسول اللہؐ کے غلاموں کا نہیں ہونا چاہیئے۔ آپ کا اطلاعات کا نظام پہلے سے زیادہ بیدار مغزی سے اور مستعدی کے ساتھ دشمن کے حالات کی خبر پر ہمیشہ تیار رہنا چاہیئے اور خبریں حاصل کرنے کا نظام باقاعدہ منصوبے کے ساتھ بنانا ضروری ہے۔ اس پہلو سے پاکستان میں بھی کمزوری پائی جاتی ہے اور دوسری جماعتوں میں بھی یہ کمزوری پائی جاتی ہے۔ اکثر جب شرارت شروع ہو جاتی ہے اور رخنہ ڈال دیتی ہے اس وقت اطلاع ملتی ہے کہ دیکھیں یہ ہو گیا اب مثلاً جرمنی ہی کی مثال ہے۔ یہاں خدا کے فضل سے بوزنینز میں البانینز میں بہت کام ہوا ہے اور مسلسل ہو رہا ہے جن خدام اور انصار کی یہ ذمہ داری لگی ہے ان پر ہرگز کوئی شکوہ نہیں۔ انہوں نے اپنی جان کی حد تک اپنی تمام طاقتوں کو اس میں جھونک دیا ہے دن رات محنت کر رہے ہیں مگر جتنی زیادہ محنت ہو اتنا ہی پھل عزیز تر ہونا چاہیئے کیونکہ بہت محنت کی جو کمائی ہے انسان اس کی زیادہ قدر کرتا ہے۔ پس جماعت جرمنی کو خدا تعالیٰ جو عطا کر رہا ہے یہ درست ہے کہ ان کی محنت سے ان کے کاموں کے مقابل پر بہت زیادہ عطا کر رہا ہے اور ہمیشہ اللہ کا یہی دستور ہے مگر یہ بھی درست ہے کہ محنت بہت کی جا رہی ہے۔ اگر سب کی طرف سے نہیں تو کم سے کم دس فیصد آپ میں سے ایسے ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے ان خدمت کے کاموں میں بہت محنت کی توفیق عطا کی ہے تو محنت کا پھل تو انسان بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس کی بڑی حفاظت کرتا ہے وہ امیر لوگ جن کو ورثے میں جائیدادیں ملی ہوں ان کی نگاہ جائیدادوں پر اور طرح ہوتی ہے کئی ایسے ہیں جو ان کو بیچ کھاتے ہیں اور بیچتے چلے جاتے ہیں اور کھاتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ کچھ بھی باقی نہیں رہتا اس لئے کہ ہاتھوں کی کمائی نہیں، اس لئے کہ خون پسینے کی محنت اس میں صرف نہیں ہوئی۔ پس جہاں وہ محنتی ہوں زمیندار ہوں یا تاجر جنہوں نے دن رات کوشش کر کے جدوجہد کر کے جان جوکھوں میں ڈال کر کچھ کمایا ہو وہ اپنی کمائی کی بڑی حفاظت کرتے ہیں اور اس پر بہت گہری نظر رکھتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ ان کو برکت دیتا ہے۔ پس جہاں تک آپ کی محنت کا تعلق ہے اور اس کے مقابل پر پھل کے حصول کا تعلق ہے یہ درست ہے کہ پھل بہت زیادہ ہے مگر کون سے دنیا میں ایسے کاروبار ہیں جہاں خدا محنت سے بڑھ کر پھل عطا نہیں کرتا۔ جب بھی اللہ فضل فرماتا ہے زمینداروں کو دیکھو ایک دانے کے سینکڑوں دانے بن جاتے ہیں اور اگر یہ فضل الٰہی شامل نہ ہو تو انسان کی بقا کا کوئی سامان ممکن نہیں ہے۔ محنت کے برابر اگر پھل اللہ دے تو انسان کی قوت کا، اس کے زندہ رہنے کا گزر اوقات کا کوئی سہارا نہ رہے کچھ ایسا فضل ہے کہ بارانی علاقوں میں بارش ہو جاتی ہے از خود کھیتیاں پانی بھی حاصل کرتی ہیں، نشوونما بھی پاتی ہیں مرے ہوئے بیج بھی زندہ ہو جاتے ہیں اس کمائی کی اور کیفیت ہوتی ہے۔

پس آپ لوگ اللہ کے فضل سے محنت کر رہے ہیں اور بڑی محنت کی گئی ہے بوزنینز کے تعلق میں بھی اور البانینز کے تعلق میں بھی اور افریقن ممالک سے آنے والوں کے لئے بھی اور عربوں کے تعلق میں بھی اور جب یہ خبر ملتی ہے کہ دشمن نے اچانک ان کو بدظن کرنے کے لئے ان کو آپ سے دور ہٹانے کے لئے ایک منصوبہ ہی نہیں بنایا بلکہ اس پر عملدرآمد شروع کر دیا ہے جب یہ اطلاع ملتی ہے کہ اس کے نتیجے میں کچھ لوگ جو پہلے تعلق رکھتے تھے وہ پیچھے ہٹ گئے ہیں یا یک طرفہ باتیں سن کر ان کے دلوں میں کچھ توہمات پیدا ہو گئے تو اس وقت یہ خیال آتا ہے کہ اگر قرآن کریم کی ہدایت پر عمل کیا جاتا تو ایسا کرنے کا موقع پیش نہیں آ سکتا کہ دشمن کے وار کے بعد جب آپ کو چوٹ پڑ چکی تب پتہ چلے کہ کیا ہو رہا ہے اس چوٹ سے پہلے آپ کو چوٹ مارنے کے لئے، چوٹ لگانے کے لئے تیار ہونا چاہیئے اور یہ تبھی ممکن ہے جب قرآن کریم کی نصیحت کے مطابق سرحدوں پر گھوڑے باندھے جائیں اور یہ بہت ہی پیارا محاورہ ہے بہت عمدہ نقشہ کھینچا ہے دفاعی نظام کا یعنی مرکز میں اکٹھے نہ رہو مرکز تو تمہیں ہمیشہ اکٹھا کرنے کا ایک مقناطیس ہے جو اکٹھا رکھتا رہے گا لیکن کناروں پر نظر رکھو تاکہ مرکز یعنی مومن کی جماعت کی جان پر حملے سے پہلے کنارے سے ہی دشمن کو ایسا دھکیل دیا جائے اور ایسا مایوس کر دیا جائے کہ پھر دوبارہ اس سے پچھلے بھی سبق حاصل کریں۔

بیدار مغزی تبلیغ یا جہاد کا ایک ایسا لازمی جزو ہے جس کو ہم نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دور میں ہمیشہ صف اوّل میں پایا۔

”فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ“ جو ان کے پیچھے ہیں ان کو ایسی چوٹ مارو ایسی سخت کارروائی کرو ان کے متعلق کہ جو پچھلے ہیں جن تک ابھی چوٹ نہیں پہنچی، چوٹ کی آواز ایسی ہو کہ جو ان کے دل دہلا دے اور وہ سمجھیں کہ اس جماعت کے مقابلے کی کوئی ہم میں استطاعت نہیں ہے۔ یہ نظام ہے جس میں ابھی کمزوری پائی جاتی ہے اور اسے آپ کو ضرور جاری کرنا ہوگا۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ جس طرح پہلے بسا اوقات نہیں تو بارہا ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ نقصان پہنچا ہے اور پھر اطلاع ہوئی ہے، آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے جو بھی نئی قومیں جماعت میں داخل ہو رہی ہیں وہی آپ کے کان وہی آپ کی آنکھیں بن سکتی ہیں انہی میں ایسے آدمی مقرر ہو سکتے ہیں جو ہر وقت اس بات پر نظر رکھیں کہ دشمن کیا جوابی کارروائی کر رہا ہے اور دشمن کی جوابی کارروائی تو سب جھوٹ پر مبنی ہے اس لئے ان کا علاج تو بہت ہی آسان ہے۔ جھوٹ تو اندھیرے کی طرح ہے اور اگر روشنی پہنچے تو اندھیرے کے مقدر میں تو بھاگنا ہے۔

پس بسا اوقات ایسے لوگوں کو مختلف قسم کے اندھیرے اپنے اندر گھسیٹ لیتے ہیں اور روشنی ان تک پہنچتی نہیں اور وہ اپنے دائرے ہی میں آنکھیں بند کر کے بیٹھ جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ واقعۃً ایک بری جماعت سے ہمارا تعلق قائم ہوا تھا اور بروقت ہمیں متنبہ کر کے بچا لیا گیا ہے اور خاص طور پر ان کی یہ تاکید ہوتی ہے کہ ان سے دوبارہ بات کرو ہی نہیں ان سے ملو ہی نہیں جب یہ آئیں ملنے کے لئے تو کہہ دو کہ ہرگز ہمارے قریب نہ آؤ، ہم تمہیں جان چکے ہیں۔ کیا جان چکے ہیں کیا تم نے دیکھا ہے کیا نئی بات پائی ہے اس کا کوئی ذکر نہ کرو اور وہ نہیں کرتے۔ چنانچہ جتنے بھی ایسے واقعات ہوئے ہیں ارتداد کے یا دلچسپی لینے والوں کے ٹھنڈا پڑ جانے کے ان میں ہر دفعہ یہی بات محسوس کی گئی کہ ان کو یہ پٹی پڑھائی گئی ہے کہ ان کے قریب نہ جانا ان کی کسی دعوت کا جواب نہ دینا ان سے کوئی گفتگو نہ کرنا۔ بس اتنا کہو کہ بس ہمیں تمہاری اب ضرورت نہیں ہے۔ ان اندھیروں کو پھاڑنے کے لئے کئی قسم کی کارروائیاں ممکن ہیں ایک تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ بیدار مغزی سے ہر وقت کی نگاہ رکھنا جہاں احتمال ہو کہ حملہ ہوگا وہاں حملے سے پہلے تیاری کرنا اور پھر بعد جوابی کارروائی کرنا بعض جگہ جب ایسا کیا گیا تو جب ان کو ورغلانے کے لئے دشمن پہنچا ہے تو انہوں نے خود دھکے دے کر نکال دیا ہے انہوں نے کہا تم نے ہمیں کیا بتانا ہے ہم جانتے ہیں تم کیا کہتے ہو اور اس کا جواب بھی ہمارے پاس ہے تمہارے پاس سوائے جھوٹ کے ذریعہ ورغلانے کے اور کچھ بھی نہیں۔ پس

ایک تو یہ مستعد رہنے کا نسخہ ہے جو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے کہ آنکھیں کھولنا ہر وقت، صرف آنکھیں کھولنا نہیں بلکہ آگے بڑھ کر دور تک نظر رکھنا۔ سرحدوں پر گھوڑے باندھنے کا ایک یہ بھی مطلب ہے کہ سرحد پر کھڑے ہوئے انسان کی نظر سرحد پار بھی پڑتی ہے اور جو مرکز میں بیٹھا رہے اس کی نظر زیادہ سے زیادہ اپنی سرحد تک جائے گی اس لئے اس کو ہمیشہ SURPRISE مل سکتی ہے لیکن جو کناروں پر کھڑا ہے وہ عقابی نظروں سے جائزہ لیتا ہے۔ دور دور تک اس کی نگاہ پڑتی ہے وہ دیکھ رہا ہے کہ وہاں کیا تیاری ہو رہی ہے کیا کام ہو رہے ہیں پس اس پہلو سے میں امید رکھتا ہوں کہ صرف جماعت جرمنی ہی نہیں دنیا کی تمام وہ جماعتیں جو اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے دعوت الی اللہ کے کام میں بڑی مستعدی سے آگے بڑھ رہی ہیں وہ نظر رکھیں گی اور باقاعدہ اس کام کے لئے شعبے بنائیں گی اور وہ شعبے اس بات پر وقف رہیں گے کہ ہر وقت دشمن کی سازشوں پر نظر رکھیں اور جب نظر پڑتی ہے تو اس کے بعد جوابی کارروائی ہونا بھی تو ضروری ہے اس کے لئے بھی ایک ایسا مرکزی نظام قائم ہونا چاہئے جو ہر اطلاع پر بروقت جوابی کارروائی کرے جو کارروائی بروقت نہ ہو اس سے بھی کوئی فائدہ خاص نہیں پہنچتا کیونکہ پیشتر اس کے کہ کارروائی ہو کچھ نقصان پہنچ جاتا ہے وہ انسان جو بیمار دفاعی نظام رکھتے ہیں ان پر جب بیرونی حملہ ہوتا ہے تو بعض اوقات اتنا آہستہ جوابی کارروائی ہوتی ہے کہ وہ بیماری ایک مزمن بیماری بن جاتی ہے یعنی کرانک CHRONIC DESEASE بن جاتی ہے دفاع بھی ہو رہا ہے ادھر سے جوابی حملہ بھی جاری ہے کوئی ایک نتیجہ نہیں نکلتا اس کو طبی اصطلاح میں کہتے ہیں کہ ریزولیوشن RESOLUTION نہیں ہو رہا۔ لڑائی جاری ہے مگر کسی ایک کروٹ پہ اونٹ بیٹھتا نہیں کوئی قطعی، ایک طرفہ نتیجہ ظاہر نہیں ہوتا۔ مگر صحت مند جسم ہو تو خطرے کے ساتھ ہی ایک زبردست جوابی کارروائی ہوتی ہے کہ چند دن کے اندر اندر ہی RESOLUTION ہو جاتا ہے اور ریزولیوشن کا مطلب یہ ہے کہ جو حملہ آور ہیں ان کی لاشیں پیپ کی صورت میں بدبودار مادوں کی صورت میں وہ جسم سے خارج ہوتی ہیں اور جسم کا نظام ان کو نکال باہر پھینکتا ہے تو اس لئے جوابی کارروائی کا نظام بنانا بھی ایک بہت ہی ضروری امر ہے اس میں تحریری کارروائی بھی اور دوسرے ذرائع (بھی) استعمال کرتے ہوئے مثلاً ویڈیو آڈیو وغیرہ کے ذریعے بھی ایسی کارروائیاں ہونی چاہئیں جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دشمن کا منصوبہ کچھ آگے بڑھے بھی تو بڑی قوت کے ساتھ اسے [illegible] دھکیل کر باہر پھینک دیا جائے۔

ایک تیسری بات اس ضمن میں بہت اہم ہے وہ یہ ہے کہ دعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں وہ لوگ جو دعا سے غافل ہو جاتے ہیں ان کی کوئی جوابی کارروائی بھی فی الحقیقت مؤثر نہیں ہوا کرتی اور دعا والے میں جو جان پڑ جاتی ہے اس کے اندر جو اعتماد پیدا ہوتا ہے وہ کسی دوسرے میں ممکن نہیں ہے۔ بسا اوقات دنیا بھر سے احمدی مجھے لکھتے ہیں یعنی جو دعا گو احمدی ہیں کہ اس طرح کا مسئلہ درپیش تھا بظاہر کامیابی کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈالا کہ دعا کی طرف توجہ مائل ہوئی اور حیرت انگیز طور پر آسمان سے تائیدی نشان ظاہر ہوئے اور دشمن کو تصور بھی نہیں تھا کہ کس طرح اس کو ناکامی ہوگی کیسے اس کو نامرادی کا منہ دیکھنا ہوگا مگر خدا نے غیر معمولی طاقت عطا فرمائی، تائیدی نشان ظاہر فرمائے تو مومن کی زندگی محض اپنی جوابی کارروائیوں پہ انحصار نہیں رکھ سکتی۔

اس ضمن میں بہت سی باتیں ہیں جو میں پہلے کہہ چکا ہوں اب ان کو دہرانا نہیں چاہتا جوابی سیل کیسے کام کرنا چاہئیے کیا کیا کارروائیاں ہونی چاہئیں ان کی تفاصیل مختلف مواقع پر جماعتوں کے سامنے پیش کر چکا ہوں، اس لئے اب میں اس حصے پر آتا ہوں کہ دعا کی طرف ایک بیدار توجہ کی ضرورت ہے۔ ایک وہ دعا ہے جو غفلت

آپ کا اطلاعات کا نظام پہلے سے بہت زیادہ بیدار مغزی سے اور مستعدی کے ساتھ دشمن کے حالات کی خبر پر ہمیشہ تیار رہنا چاہئیے اور خبریں حاصل کرنے کا نظام باقاعدہ منصوبے کے ساتھ بنانا ضروری ہے

کی حالت میں انسان کرتا ہی رہتا ہے اور اس پہلو سے جماعت احمدیہ دنیا کی ایک دعا گو جماعت کے طور پر ابھری ہے کوئی دنیا میں ایسی جماعت نہیں جس میں اس کثرت سے اس کے افراد کو دعا سے شغف ہو اور دعا پر یقین ہو، ایک دوسرے کو دعا کے لئے کہتے ہوں، اپنے لئے دعائیں کرتے ہوں، دوسروں کے لئے دعائیں کرتے ہوں لیکن وہ دعا جس کی طرف میں توجہ دلا رہا ہوں وہ دین کے کاموں کے لئے دعا ہے جس کے لئے بے قراری پیدا ہو اور ایک ذہن ہر وقت اس بات پر تیار ہو کہ جب بھی دین کو کوئی خطرہ لاحق ہوگا میرا دل بے قراری سے اللہ کے حضور جھکے گا اور یہ عادت بن جائے ایک فطرت ثانیہ ہو جائے کہ جب بھی دین کو کسی نقصان کا خطرہ ہو بے اختیار دل سے بے قرار دعائیں اٹھیں اور جب بھی دشمن سے مقابلہ ہو دعاؤں کے ساتھ طاقت پانے کے ذریعے آپ جوابی کارروائی کریں اس کے نتیجے میں بہت سی برکتیں ملتی ہیں جن کا حقیقت میں تو شمار ممکن نہیں مگر ان قسموں میں سے ایک قسم یہ ہے کہ جوابی کارروائی کے لئے دماغ روشن ہو جاتا ہے اور وہ باتیں سوجھتی ہیں جو بغیر دعا کے سوجھ نہیں سکتیں۔ دوسرے یہ کہ عمل کی توفیق ملتی ہے ورنہ محض اچھی تدبیریں سوچنا بھی کافی نہیں ہوا کرتا جب تک ان کے ساتھ ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بھی نصیب نہ ہو اور پھر غیب سے ایسے نشان ظاہر ہوتے ہیں کہ دعا گو، دعا کرنے والے کا دل پورے یقین سے بھر جاتا ہے کہ یہ میری کوشش کا دخل نہیں بلکہ یقیناً بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائیدی نشان ظاہر ہوا ہے اور وہ نشان اپنی ذات میں ایک طاقت رکھتا ہے ایک ایسی عظیم قوت رکھتا ہے جسے شکست دینا دشمن کے بس کی بات نہیں ہے۔

میں امید رکھتا ہوں کہ صرف جماعت جرمنی ہی نہیں دنیا کی تمام وہ جماعتیں جو اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے دعوت الی اللہ کے کام میں بڑی مستعدی سے آگے بڑھ رہی ہیں وہ نظر رکھیں گی اور باقاعدہ اس کام کے لئے شعبے بنائیں گی اور وہ شعبے اس بات پر وقف رہیں گے کہ ہر وقت دشمن کی سازشوں پر نظر رکھیں اور جب نظر پڑتی ہے تو اس کے بعد جوابی کارروائی ہونا بھی ضروری ہے اس کے لئے بھی ایک ایسا مرکزی نظام قائم ہونا چاہئے کہ جو ہر اطلاع پر بروقت جوابی کارروائی کرے۔

تو وہ جماعتیں جو تبلیغ میں مصروف ہوں اللہ کے کام میں مصروف

ہوں اور اللہ سے مدد لینے میں غافل ہوں ان کی حالت تو بہت قابلِ رحم ہے۔ خدا کی خاطر وقت خرچ کر رہے ہیں، محنت کر رہے ہیں کام اسی کا ہے مگر مدد کے لئے اس کو نہیں بلاتے حالانکہ اس کی مدد کے بغیر کوئی کام بھی ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا نظام بھی جوابی کارروائی کا بنا رکھا ہے اور اس جوابی کارروائی کے نظام کا دعا سے تعلق ہے۔ جب مومن خدا کو پکارتا ہے تو ایک نظام ہے جو پہلے ہی سے موجود رہتا ہے وہ متحرک ہو جاتا ہے اس نظام کا ذکر ان آیات میں ہے جن کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا وَأَكِيدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا" کہ میں جانتا ہوں کہ دشمن تدبیریں کر رہے ہیں اور بڑی بڑی تدبیریں کر رہے ہیں يَكِيدُونَ كَيْدًا کا مطلب ہے بڑی زبردست تدبیریں کرتے ہیں وَأَكِيدُ كَيْدًا میں بھی تدبیر کر رہا ہوں "فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا" کافروں کو اپنے حال پر تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ دے اور دیکھ کہ پھر میری تدبیر کیا نتیجہ ظاہر کرتی ہے یہاں بسا اوقات پڑھنے والے کو دھوکا لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ کام چھوڑ دو اور ایک طرف بیٹھ رہو اب اللہ کے اوپر معاملہ آ پڑا ہے۔ ہرگز یہ مراد نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ اوّل تو مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لمحہ بھی غفلت کا لمحہ نہیں تھا۔ دن رات جو کچھ بھی طاقت میں تھا خدمتِ دین میں جھونک رکھا تھا۔ اپنی جان، مال، عزت ہر چیز فدا کر رہے تھے خدا کی خاطر ایک لمحہ بھی آپ کا ضائع نہیں ہو رہا تھا۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مخاطب ہوں اور اس کا ترجمہ (آیت کا) یہ لیا جائے کہ اب تو آرام سے ایک طرف بیٹھ رہ، کام چھوڑ دے صرف انتظار کر یہ درست نہیں ہے بالکل ناجائز ترجمہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ تو کر سکتا تھا وہ تو کر رہا ہے۔ جو کچھ تیرے قبضۂ قدرت میں تھا وہ سب تدبیریں تو نے کر ڈالیں لیکن دشمن کی تدبیروں تک تیری رسائی اس لئے نہیں ہے کہ دشمن بہت زیادہ ہے اور مسلسل اندھیروں میں سازشیں کر رہا ہے اس لئے سرحدوں پر گھوڑے باندھنے کے بعد، ہر قسم کی مستعدی کے بعد وہ اندھیرے گوشے جو پھر بھی باقی رہ جاتے ہیں اور لازماً رہ جاتے ہیں ان کی طرف اشارہ فرمایا جا رہا ہے اور مراد یہ ہے کہ سب کچھ ہو رہا ہے پھر بھی جس حد تک جوابی کارروائی کی ضرورت تھی وہ مومنوں کی استعداد سے باہر ہے اس موقع پر اللہ یقین دلاتا ہے اور یہ وعدہ کرتا ہے کہ کچھ ایسی جوابی کارروائی ہے جو میں کر رہا ہوں، تمہیں اس کی خبر ہی کچھ نہیں اور وہ آسمان سے جاری ہے مہلت دے دے، ان معنوں میں کہ اپنا جہاد تو جاری رکھ مگر ان کو بتا دے کہ کچھ ہونے والا ہے اور جو ہوگا وہ آسمان سے اترے گا اور جب وہ آسمانی کارروائی آئے گی تو تمہاری کچھ بھی پیش نہیں جائے گی۔ یہ پیغام ہے اس آیت کریمہ میں۔

پس دعا کے ذریعے اس الٰہی نظام کو متحرک کرنا مومن کے لئے ازبس ضروری ہے اس کی بقا کے لئے ضروری ہے اس کے تبلیغی پروگرام کو کامیابی سے آخر تک پہنچانے اور سمیٹنے کے لئے جو پھل ملتے ہیں ان کو سمیٹنے، ان کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ انسان دعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے ان کارروائیوں کی التجا کرتا رہے جن کا مومن کی کوششوں سے کوئی تعلق نہیں "أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا" کا مطلب ہے تیری کوششوں کا ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ جب خدا کی تدبیر ظاہر ہوگی تو تمہیں حیران کر دے گی کہ کیسے وہ واقعہ رونما ہوا۔

اب اس کی ایک مثال ہمارے سامنے جنگ احزاب کی صورت میں ہے۔ جنگ احزاب کے وقت تمام عرب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور آپ کے مٹھی بھر ساتھیوں کو ہلاک بلکہ صفحہ ہستی سے نابود کرنے کا عزم لے کر اٹھ کھڑا ہوا تھا اور تمام قبائل نے مدینے کا گھیرا ڈال لیا تھا اور ایسا سخت گھیرا تھا کہ جس کو توڑ کر باہر سے نہ کوئی غذا حاصل کی جا سکتی تھی، نہ کوئی پیغام بھیجا جا سکتا تھا اور ایک ہی ذریعہ دفاع کا جو انسان کے بس میں تھا وہ یہ تھا کہ خندق کھودی جائے اور دشمن کے حملے کی راہ میں کچھ روک حائل کرنے کی کوشش کی جائے۔ پس "فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا" کا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ بیٹھ جاؤ اور کچھ نہ کرو اب خدا کرے گا۔ خدا نے تو کرنا تھا اور کیا لیکن کیسے کیا اور اس عرصے میں مومن کیا کرتے رہے یہ بات آپ کو غزوۂ خندق کے حوالے سے سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

> **جب بھی دین کو کسی نقصان کا خطرہ ہو بے اختیار دل سے بے قرار دعائیں اٹھیں اور جب بھی دشمن سے مقابلہ ہو دعاؤں کے ساتھ طاقت پانے کے ذریعہ آپ جوابی کارروائی کریں۔**

دن رات محنت کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے ایک خندق کھودنا شروع کی بڑی سنگلاخ زمین تھی، سخت پتھر تھے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے خوراک کی حالت ایسی گر گئی تھی کہ کئی لوگوں کو مسلسل فاقے کرنے پڑتے تھے لیکن بوڑھے بچے جوان سارے اس کام میں شامل رہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے بہتر وحی الٰہی کو کون سمجھتا تھا۔ آپ نے یہ نہیں کیا کہ بیٹھے رہو اللہ بھی تدبیر کر رہا ہے دشمن نے بھی تدبیر کی ہے بلکہ اس غزوۂ خندق میں اس مضمون پر اور بھی کئی پہلوؤں سے روشنی پڑ رہی ہے۔ سرحد پر گھوڑے باندھنے کا مضمون ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی نظر تمام عرب قبائل پر تھی اور جو کچھ ہو رہا تھا اس کی اطلاعیں ملتی تھیں اگر یہ اطلاعیں حملے سے بہت پہلے آپ کو حاصل نہ ہوتیں تو خندق کیسے کھودی جا سکتی تھی وہ خندق کوئی ایک دو دن کا کام تو نہیں ہے۔ مہینوں کی محنت درکار تھی۔ تمام صحابہ کی قوت یعنی انفرادی قوت کو جمع بھی کر لیا جاتا تو یہ ایک بہت سخت کام تھا کہ مدینے کو چاروں طرف سے جہاں جہاں سے بھی دشمن کے اچانک حملے کا خدشہ ہو وہاں سے خندق کے ذریعے دشمن کی پہنچ سے دور کر دیا جائے اور خندق اتنی گہری ہونی چاہئے کہ اچانک کوئی اس کو پاٹ نہ سکے اتنی چوڑی ہونی چاہئے کہ تیز رفتار گھوڑے بھی چھلانگیں لگا کر اس کے پار نہ اتر سکیں تو یہ خندق کھودنا کون احمق ہے کہ جو سمجھتا ہے کہ چند دنوں کی بات تھی اور اس خندق کی اطلاع بھی دشمن کو مل رہی ہوگی لیکن تیاری اس وقت شروع کر دی تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے جب کہ دشمن کے منصوبے ابھی بالکل آغاز میں تھے اور وہ فوجیں ابھی جمع کر رہا تھا اس کا نظام مکمل نہیں ہوا تھا کہ ادھر خندق شروع ہو چکی تھی اور پیشتر اس کے کہ دشمن ہجوم کرکے مدینے میں داخل ہوتا، اس کی راہ میں یہ خندق کھودی جا چکی تھی اور محنت ایسی تھی کہ اس کی کم مثال دنیا میں ملتی ہے۔ وقارِ عمل آپ لوگ بھی کرتے ہیں بہت خوشی ہوتی ہے دیکھ کے بڑی محنت کرتے ہیں اور میرا دل چاہتا ہے کہ اس محنت کی داد بھی دے اور مجھے کئی وقار عمل کے بعد بھی خط ملتے ہیں کہ اس طرح ہم نے اتنے دن کام کیا۔ مگر وہ وقار عمل جو غزوۂ خندق کے موقع پر کیا گیا اس کی کیا مثال ہے اس کی کوئی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ صحابہ پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے دن رات مسلسل محنت میں مصروف تھے کھانے کو روٹی میسر نہیں تھی قسمت سے کچھ

کھانے کو مل جاتا تو اسی پر گزارہ کرتے تھے انتہائی تنگی کی حالت تھی کہ صحابہؓ بڑی ہمت اور صبر سے کام کر رہے تھے۔ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہا یا رسول اللہؐ اب تو حد ہو گئی ہے۔ اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایا ایک صحابی نے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ دیکھیں پیٹ پر پتھر بندھا ہوا ہے۔ یعنی بھوک کی شدت سے جو درد ہوتی ہے تکلیف ہوتی ہے اس کو دور کرنے کے لئے عربوں کا دستور تھا کہ پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایا تو اس پہ دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا تمہارا ساتھی ہوں لیکن کسی محنت میں تم سے پیچھے نہیں ہوں۔ ہر محنت، ہر قربانی میں تم سے آگے ہوں۔ یہ مضمون ہے "مھل الکافرین امھلھم رویدا" کہ بعض لوگ اس سے نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ بیٹھے رہو چپ کر کے، ہاتھ پہ ہاتھ دھر لو اور جو کچھ ہے خدا اوپر سے کرتا رہے گا۔ ان لوگوں کے لئے کرتا ہے جو اپنی طاقت کے انتہائی ذرے ذرے کو بھی خدمت دین میں جھونک چکے ہیں اور پھر کوئی بس نہیں پاتے، پھر بھی کوئی راہ نہیں پاتے پس اس حال میں صحابہؓ نے خندق کھودی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت کے نشان دکھائے۔ ساتھ ساتھ حضرت اقدس محمد رسول اللہؐ کی دعائیں تھیں جو مومنوں کو یقین دلا رہی تھیں کہ اس خندق کے ذریعے نہیں بلکہ آسمان پر ایک کارروائی ہونے والی ہے جس کے نتیجے میں نہ صرف ہماری حفاظت ہوگی بلکہ تمہیں دنیا پر عظیم غلبہ عطا ہوگا۔ اسی خندق کھودنے کے دوران ایک موقع پر ایک ایسی سخت چٹان حائل ہوگئی کہ اگر اس کو توڑا نہ جاتا تو خندق بیکار ہو جاتی۔ کیونکہ ایک خندق کا حصہ ایسا ہوتا جو دونوں کناروں کو ملائے رکھتا اور اس کے نتیجے میں خندق کا مقصد ہی زائل اور باطل ہو جاتا۔ اب صحابہؓ کی بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت اور عقیدت اور پھر آپؐ پر ایمان کی شان دیکھئے کیونکہ جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فاقوں کی وجہ سے ہم سے بھی زیادہ کمزور ہو چکے ہیں لیکن جب سخت چٹان کو دیکھا کہ کسی طاقت ور کی چوٹوں سے بھی نہیں ٹوٹتی تو حضور رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ آپؐ کچھ کریں۔ آپ کے کدال کی چوٹ میں جو اللہ بول رہا ہے اس کی چوٹ سے کچھ ہو تو ہو ہمارے بس کی بات تو نہیں رہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو ان سے زیادہ اپنے رب پر ایمان تھا جتنا محمد رسول اللہ پر صحابہ کو ایمان تھا۔ آپؐ نے گینتی اٹھائی اور فرمایا چلو دکھاؤ کہاں ہے وہ۔ پہلے وار کیا اور اس میں سے ایک شعلہ نکلا اور پھر اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور اس چٹان کا ایک حصہ ٹوٹ گیا۔ پھر آپ نے دوسری بار گینتی کو اٹھایا اور بڑے زور سے اس پہ وار کیا اس میں سے بھی شعلہ نکلا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ پھر تیسری دفعہ بھی ایسا ہی ہوا۔ اور وہ مضبوط چٹان جو طاقتور صحابہ کی چوٹوں سے بھی ٹوٹتی نہیں تھی وہ اس حالت میں ریزہ ریزہ ہوگئی کہ پھر آگے اس کو توڑنا ایک آسان کام ہو گیا۔ ریزہ ریزہ نہیں ایسا شگاف اس میں پڑ گیا کہ جس کے نتیجے میں پھر آگے اس پہ کام کرنا مشکل نہ رہا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ شعلے نکلتے تھے اور آپ اللہ اکبر کے نعرے کیوں بلند کرتے تھے۔ آپؐ نے بتایا کہ جب پہلی دفعہ شعلہ بلند ہوا تو خدا نے مجھے کسریٰ کے محلات کی چابیاں دکھائیں۔ پھر دوسری دفعہ شعلہ بلند ہوا تو فلاں علاقے خیبر کی چابیاں یا جس علاقے کا بھی وہ ذکر کیا تھا مجھے اس وقت تفصیل یاد نہیں، تین دفعہ آپ کے ہر وار کے نتیجے میں آپ کو ایک ایسی خوشخبری دی گئی جو دفاع کی نہیں بلکہ فتح کی خوشخبری تھی۔ یہ وہ مضمون ہے جہاں انسانی تدبیر کام چھوڑ بیٹھی ہے اور الٰہی تدبیر کا دائرہ شروع ہوتا ہے اور یہی دعا کا مضمون ہے۔ اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی دعا ہی تھی جس نے یہ عظیم الشان نتیجہ پیدا کیا ورنہ انسانی طاقت یا بس میں کہاں یہ بات تھی کہ اس وقت جب کہ اپنی جان کے لالے پڑے ہوں، جب کہ خندق تک کھودنا دشوار ہو رہا ہو، جب یہ ممکن نہ ہو کہ ایک چٹان ہی کو توڑ سکیں اس وقت یہ خبر دے سکیں کوئی انسان کہ میں کسریٰ کے محلات کی چابیاں اپنے ہاتھ میں دیکھ رہا ہوں اور فلاں قلعے کو فتح ہوتے دیکھ رہا ہوں اور فلاں قلعہ کو فتح ہوتے دیکھ رہا ہوں اور بعینہٖ ویسے ہوا۔

پس یہ مضمون ہے "فمھل الکافرین امھلھم رویدا"۔ مطلب نہیں ہے کہ اپنے ہاتھ توڑ کر بیٹھ رہو۔ مراد یہ ہے کہ جو کچھ بس چلتا ہے کر گزرو اور پھر بھی تم دیکھو گے کہ تمہاری طاقت سے بڑھ کر معاملہ ہے تب یاد رکھنا کہ اگر تم میری طرف جھکو گے تو میں آسمان پر سے ایک تدبیر کروں گا اور وہ تدبیر جب ظاہر ہوگی تو دشمن کی ہر تدبیر کے چھکے چھڑا دے گی، ہر تدبیر کو ناکام اور نامراد کر دے گی۔ پس دعوت الی اللہ کرنے والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر نظر رکھنی چاہئے۔ آپؐ کے اسوہ سے نصیحت پکڑنی چاہئے۔ آپؐ کی راہ سے راہ عمل حاصل کرنی چاہئے اور اس طریق پر اگر آپ بیدار مغزی سے دشمن کی کارروائیوں پر نظر رکھیں گے۔ جوابی کارروائی جس حد تک ممکن ہے کریں گے لیکن دعا کرتے رہیں گے کہ اے خدا اپنی آسمانی تدبیر ظاہر فرما تو کمزوری کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ آپ کو بڑے بڑے عظیم نشان اور بڑی بڑی عظیم قوموں کی فتوحات کی خوشخبریاں عطا کرے گا۔ یہ وہ نعرہ تکبیر ہے جو حقیقت میں آسمان کے کناروں تک پہنچتا ہے اور آسمان کے کنارے اس کی قوت سے لرزنے لگتے ہیں۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ آپ اس طرف نظر کرتے ہوئے الٰہی تدبیر کے لئے دعائیں کریں گے اور یہ تدبیر ظاہر ہو بھی چکی ہے اور ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اگر آپ آنکھیں بند کر لیں تو الگ بات ہے مگر آپ نظر ڈال کے دیکھیں کہ پاکستان کے علماء نے اور پاکستان کی حکومت نے آپ کے خلاف کیا تدبیر کی تھی۔ وہ ایک وقت تھا جب کہ جماعت کے بس میں کچھ بھی نہیں تھا، بالکل ناطاقتی کا عالم تھا۔ یہ اطلاع ملتی تھی کہ اب یہ منصوبہ بنا ہے، اب یہ منصوبہ بنا ہے، اب یہ آرڈیننس جاری ہو رہا ہے، اب یہ کارروائیاں کی جا رہی ہیں۔ جواب میں ہم یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ ہم یہ کریں گے اور وہ کریں گے ایسی حالت تھی کہ کچھ کرنے کی استطاعت ہی موجود نہیں تھی۔ اس وقت سوائے دعا کے اور کوئی توجہ نہیں تھی۔ دن رات خدا کے حضور جماعت رو رہی تھی اور گڑگڑا رہی تھی کہ اے خدا تو ہی ہے ہمارا، ہمارا دنیا میں اور کچھ نہیں ہے۔ اب دیکھو دشمن کے منصوبوں کو خدا نے کیسا الٹایا۔ اس منصوبے کا آخری مدعا یہ تھا کہ آپ کی آوازیں گھونٹ دی جائیں گلوں میں۔ آپ کو اذان تک کہنے کی اجازت نہ ملے آپ کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" بھی بلند آواز سے نہ پڑھ سکیں اور پاکستان میں کہیں ایک جگہ بھی جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچانے کی جماعت کو استطاعت نہ رہے۔ یہ وہ منصوبہ ہے جس کے متعلق اللہ فرماتا ہے کہ "انھم یکیدون کیدا" بڑا سخت منصوبہ بنا رہے ہیں ظالم لوگ ایسی تدبیر کہ اگر چل جائے تو سارا نظام جماعت بالکل معطل اور مفلوج ہو کے رہ جاتا مگر اللہ تعالیٰ نے اس بے قرار جماعت کی دعاؤں کو سنا اور آپ اس آواز کو سن رہے تھے یا نہیں سن رہے تھے مگر آسمان یہ آوازیں دے رہا تھا "واکید کیدا" اے میرے مظلوم، معصوم بندو، میں بھی ایک تدبیر کر رہا ہوں۔ "فمھل الکافرین امھلھم رویدا" تم کچھ نہیں کر سکتے تو اب دشمن کو اپنے حال پر چھوڑ دو اور دیکھو کہ میری تدبیر جب نازل ہوگی تو ان کی تدبیروں کا کیا رہے گا۔ آسمان سے M.T.A کے ذریعے خدا نے گھر گھر آوازیں پہنچانے کا نظام جاری فرمایا ہے یہ الٰہی تدبیر ہے جس کا ذکر اس آیت میں ملتا ہے "واکید کیدا" اور جب ظاہر ہوتی ہے تو بالکل مایوس اور ناکارہ اور معطل کر کے رکھ دیتی ہے دشمن کو۔ کوئی پیش نہیں جاتی، کوئی چارہ باقی نہیں رہتا۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اپنا نظام بھی جوابی کارروائی کا بنا رکھا ہے اور اس جوابی کارروائی کے نظام کا دعا سے تعلق ہے۔ جب مومن خدا کو پکارتا ہے تو ایک نظام ہے جو پہلے ہی سے موجود ہے وہ متحرک ہو جاتا ہے

آج ہی کی ڈاک میں ایک دشمن احمدیت اخبار کی ایک کٹنگ مجھے موصول ہوئی اس میں جیسا کہ ان کی عادت ہے بڑے بڑے دعوے کئے گئے کہ ہم یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے۔ مگر ہر پیرے میں کچھ مایوسی کے اظہار کی ایسی تحریں تھیں جس سے یہ پتہ چلتا تھا کہ اب ان کی کچھ بھی پیش نہیں جا سکتی۔ بار بار ایم ٹی اے کو کوستے تھے کہ دیکھو ان کی حماقت کی اور ظلم کی کہ دیکھو انگریز کا لگایا ہوا پودا M.T.A کے ذریعے تمام دنیا کو گمراہ کر رہا ہے اور امت محمدیہ کروڑوں کی ہونے کے باوجود ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، ان کی راہ میں کوئی روک نہیں ڈال سکتی۔ کس قدر ظلم کی بات ہے یعنی ایک طرف انگریز کو رکھ رہے ہیں دوسری طرف محمد رسول اللہ کی امت کو اور اقرار یہ کر رہے ہیں کہ محمد رسول اللہ کی امت انگریز کے پودے کے مقابل پر بالکل ناکارہ اور بے کار ہو کے بیٹھ گئی ہے، کچھ بھی اس میں طاقت باقی نہیں رہی کاش ان کو یہ سمجھ آ گئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی تو پیشگوئی فرمائی تھی۔ آپ نے دشمن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ تم سمجھتے ہو کہ میں انگریز کا لگایا ہوا پودا ہوں۔ میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں یہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الفاظ استعمال کئے مگر میں تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ اس دھوکے میں نہ رہنا میں خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہوں اور ناممکن ہے کہ خدا کسی کو یہ طاقت دے کہ اس پودے کو اکھاڑ پھینکے۔ آپ نے فرمایا جو تدبیریں تمہاری طاقت میں ہیں تم کر بیٹھے ہو اور بھی کر رہے ہو، دعا کی تدبیر بھی استعمال کر کے دیکھ لو۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ مشورہ اپنی ذات میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی ایک عظیم دلیل ہے۔ وہ دشمن جو خدا والا ہونے کا دعویٰ کر رہا تھا اسی کو دعا کی ہوش نہیں تھی اور جس کو وہ خدا سے دور کہہ رہے تھے وہ ان کو توجہ دلا رہا ہے کہ اصل فیصلے تو آسمان پہ ہوا کرتے ہیں تمہاری زمینی کوششیں کیا کر سکتی ہیں ایک رستہ جس طرف تمہاری نگاہ نہیں ہے ہاں اگر تم سچے ہو اور وہ رستہ کھل جاتے تو میرا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا، میرا تمام سلسلہ نیست و نابود ہو جائے گا اور وہ دعا کا رستہ ہے۔ پس آپ نے فرمایا کہ تدبیریں تو کر چکے اب دعائیں کرو اور دعائیں بھی ایسی کرو کہ روتے روتے تمہاری پلکیں جھڑ جائیں، تمہاری آنکھوں کے حلقے گل جائیں، ایسے سجدے میں ماتھے رگڑو کہ تمہارے ماتھے گھس جائیں اور ناطاقتی سے غشیوں کے دورے پڑنے لگیں مگر خدا کی قسم تمہاری ساری دعائیں بے کار جائیں گی کیونکہ میں کسی انگریز کا لگایا ہوا پودا نہیں، میں خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہوں۔ وہ جانتا ہے کہ کیسے اس پودے کی حفاظت کرتی ہے۔ تمہاری آنکھوں کے سامنے میں بڑھوں گا پھولوں گا اور پھلوں گا اور تم کچھ بھی نہیں کر سکو گے۔

پس یہ ہے تدبیر الٰہی جب وہ آسمان سے نازل ہوتی ہے تو حیرت انگیز کام دکھاتی ہے۔ پس M.T.A کے ذریعے بھی جو پیغام اب اللہ کے گھروں میں پہنچ رہا ہے بالکل بے کار ہو کے رہ گئے ہیں، منصوبے بنا رہے ہیں، تنکوں کی طرف دوڑ رہے ہیں، کبھی سعودیہ کی طرف نگاہ رہتی ہے کہ وہ پیسے دے، کبھی لیبیا کی طرف دوڑتے ہیں، کبھی ایران کی منتیں کرتے ہیں کہ کچھ کرو، کچھ پیسے دو ہم بھی ایک سٹیشن کھولیں۔ مگر سٹیشن کھولو گے تو عقل کہاں سے لاؤ گے۔ سٹیشن کھولو گے تو قرآن کا علم کیسے حاصل کرو گے۔ وہ جماعت جس پر خدا کے فضل نازل ہوں جن کے دماغ خدا نے روشن کئے ہوں، جن کو اللہ آسمان سے علوم سکھاتا ہو، ان کا مقابلہ تم کیسے کر سکتے ہو۔ سٹیشن کھولو گے تو اور زیادہ لوگ ہماری طرف متوجہ ہوں گے۔ کیونکہ جو سٹیشن بھی تم بناؤ گے اگر عالمی بھی ہوا اور دن رات بھی چلے تو اگر ان میں ناچ گانا ہوا تو کسی نے سننا ہی کچھ نہیں اور جو گندی گالیاں دیتے ہو کتنی دیر دو گے کچھ دنوں کے بعد لوگوں کے دل بھر جائیں گے، لوگ کراہت کرنے لگیں گے یہ کیا داڑھیوں والے مولوی روزانہ آکے ہر وقت منہ سے جھاگیں نکالتے اور بکواس کرتے چلے جا رہے ہیں۔ انسانی فطرت ہے یہ اس کا جواب میں بتا رہا ہوں میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہہ رہا۔ ان پر ہی کل لوگ لعنتیں ڈالیں گے یہ تم نے سٹیشن کھولا ہے اس پر اتنا خرچ کر رہے ہو قوم کا، نہ کوئی سننے کا ریڈیو سٹیشن ان کے چلتے رہیں، ٹیلی ویژن چلتے رہیں، ادھر سے سیٹ ہی نہ چلیں تو پھر کس تک یہ آواز پہنچے گی۔ مگر جماعت احمدیہ کا ٹیلی ویژن ہے اللہ کے فضل سے یہ چونکہ آسمان سے اترا ہے۔ ”ڈاکیڈ کیڈا“ کی یہ ایک تفسیر ہے اسلئے دیکھیں کہ یہ روک رہے ہیں پھر بھی لوگ سنتے چلے جا رہے ہیں وہ لوگ جو احمدیت کے نام سے بھی نا آشنا تھے M.T.A کے ذریعے متعارف آشنا ہوئے بلکہ خطوط لکھتے ہیں کہ ظلم ہے، بہت لئے اتنا تھوڑا پروگرام ہمیں زیادہ پروگرام دو، ہم روزانہ یہ پروگرام سننا چاہتے ہیں کیونکہ آج تک ہم نے کسی ٹیلی ویژن کو اسلامی پروگرام پیش کرتے نہیں دیکھا۔ اگر کوئی حقیقت میں اسلامی پروگرام ہے تو وہ M.T.A کا پروگرام ہے۔ اور یہ آواز پھیل رہی ہے، اس کی مقبولیت پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ مولوی جتنا چاہیں زور لگائیں اور لگا رہے ہیں کوئی ان کی نہیں سنتا اور زیادہ سے زیادہ لوگ اپنے ہمارے TRANSPONDER کی طرف رخ کر کے دیکھتے ہیں بلکہ بعض ممالک میں تو حیرت انگیز اطلاع ملی، عرب ممالک کی بات کر رہا ہوں کہ ایک احمدی وہاں وہ ڈش انٹینا کا کام کرتے ہیں انہوں نے بتایا کہ ایک دفعہ دو دفعہ کی بات نہیں اب تو اکثر یہ ہو رہا ہے کہ جب مجھے ڈش انٹینا لگانے کے لئے بلایا جاتا ہے تو کہتے ہیں تم M.T.A لگا سکتے ہو کہ نہیں اگر M.T.A نہیں لگا سکتے تو جاؤ ہم تم سے نہیں لگوائیں گے۔ اتنی مقبولیت بڑھ رہی ہے۔ اب اس آسمان سے اترنے والی مقبولیت کا یہ کیا جواب رکھتے ہیں ان کی کوئی پیش نہیں جا سکتی۔

دعوت الی اللہ کرنے والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر نظر رکھنی چاہئے۔ آپ کے اسوہ سے نصیحت پکڑنی چاہئے

لیکن اس ضمن میں جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا پہلے بھی بہت سے کاموں کی ضرورت ہے، ابھی بہت سے منصوبوں کی ضرورت ہے، وہ منصوبہ جو خدا بناتا ہے اس کی تائید میں پھر زمین پہ بھی منصوبے بننے چاہئیں۔ جس رخ پہ خدا ہوائیں چلاتا ہے اس رخ پر مومن کو بھی تو آگے بڑھنے کی جدوجہد کرنی چاہئے۔ ہواؤں کے رخ پر چلنے کے لئے ٹانگوں کا استعمال چاہئے اور وہ مومن جن کو خدا نے یہ پرواز عطا کئے ہوں، اڑنے کی طاقت ہوا ان کو ہواؤں

کے رخ پہ اڑتے چلے جانا چاہیئے۔ لیکن ٹانگوں کا استعمال نہ کریں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خاص صلاحیتوں کا جن کو میں مومن کے پر کہہ رہا ہوں، ان کو اگر آپ استعمال نہ کریں تو پھر ان ہواؤں کا کیا فائدہ۔

اس ضمن میں جرمنی کی جماعت خصوصیت سے اس وقت میری مخاطب ہے۔ باقی دنیا کی جماعتیں بھی اسی ذیل میں آتی ہیں مگر میں اس وقت آپ کے ملک میں کھڑا ہو کے یہ خطبہ دے رہا ہوں۔ آپ لوگوں کی کارروائیاں دیکھی ہیں جس طرح خدا کے فضل سے آپ لوگ محنت کر رہے ہیں جو نتیجے ظاہر ہو رہے ہیں ان کو مزید کامیاب بنانے کے لئے میں آپ کو کچھ باتیں سمجھانی چاہتا ہوں۔ M.T.A کے تعلق میں اس ایک دورے ہی میں اتنے پروگرام تیار ہوئے ہیں کہ اگر آپ ان سے ہی پورا استفادہ کر سکیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑی کامیابی ہوگی اور آپ کی بہت بڑی ضرورت پوری ہو جائے گی جلسہ تو تین دن کا تھا لیکن مسلسل اس کے بعد سے پروگرام جاری ہیں۔ صبح، دوپہر، رات جماعت جرمنی کے مختلف علاقوں کے پروگرام ہیں ان میں کارروائیاں ہو رہی ہیں اور کثرت سے لوگ یعنی غیر مسلم بھی اور غیر احمدی مسلم بھی ان میں شامل ہوتے ہیں، ہر قسم کے سوالات کئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر مجلس کے بعد کھلم کھلا شامل ہونے والے اعتراف کرتے ہیں کہ ہماری غلط فہمیاں دور ہوئیں، ہمارے دلوں کو اطمینان حاصل ہوا۔ یہ کارروائیاں جس علاقے میں ہوتی ہیں وہاں اگر زیادہ بھی آدمی آئیں تو زیادہ سے زیادہ چند سو ہوتے ہیں اور بعض دفعہ ایک سو ڈیڑھ سو تک تعداد پہنچتی ہے، بعض دفعہ پچاس، ساٹھ، ستر تک کی تعداد رہ جاتی ہے۔ لیکن جو کارروائی ہے اس کا تعلق ساٹھ، ستر یا سو دو سو سے تو نہیں ہے۔ اس کا تعلق تو ہزاروں لاکھوں سے ہے۔ اگر وہ ہزاروں لاکھوں تک نہ پہنچے تو اس محنت کا بہت تھوڑا پھل ہم حاصل کر سکیں گے اس لئے یہ وہ نظام ہے جس کو بڑے غور اور تدبیر کے ساتھ جائزہ لے کر اس کے مطابق منصوبہ بننا چاہیئے اور منصوبے پر عمل درآمد شروع ہو جانا چاہیئے۔ مبشر باجوہ مرحوم نے ایک دفعہ مجھ سے کہا کہ میں جب ایک مجلس دیکھتا ہوں بوزنینز کے ساتھ تو میرے دل میں ایک آگ سی لگ جاتی ہے کاش طاقت ہو تو اس مجلس کو سارے بوزنینز تک پہنچا دوں اور دعا کریں کہ اللہ مجھے توفیق دے۔ اب ان کے نام پر آج انشاء اللہ یا پرسوں ایک سٹوڈیو قائم کیا جا رہا ہے اس میں یہی کام ہونگے مگر میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ایک دل میں آگ لگی ہوئی تھی اور وہ کوشش کر رہے تھے اور دن رات محنت کرتے تھے مگر اگر وہ کر بھی لیں تو تب بھی حقیقت میں جو اعلیٰ مقصد ہے وہ پوری طرح حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ کہاں تک ایک انسان وڈیوے کر لوگوں کے پیچھے بھاگے گا اور پھر ان کو اکٹھا کر کے ان کو سنائے جن جماعتوں میں طاقت ہے ان کو کرنا چاہیئے مگر اصل ذریعہ M.T.A کا ہے اگر جو ویڈیوز اب تیار ہوئی ہیں ان میں سے ہر ویڈیو کے لئے جرمن ورشن (GERMAN VERSION) الگ تیار ہو، البانین ورشن الگ تیار ہو، بوزنین ورشن الگ تیار ہو، ٹرکش ورشن الگ تیار ہو ARABIC ورشن الگ تیار ہو بلغارین ورشن الگ تیار ہو اور رومانین (ROMANIAN) ورشن الگ تیار ہو تو دیکھیں کتنا بڑا کام ہے لیکن ایک دفعہ یہ کام ہو تو آپ کی بہت سی مشکلات حل ہو جائیں گی پھر آپ اگر سرحدوں پر گھوڑے باندھیں گے اور وقت یہ آواز دیں گے کہ فلاں طرف ہم خطرے کو محسوس کر رہے ہیں، وہاں خطرے کے آثار دیکھ رہے ہیں تو پہلے ہی سے جوابی کارروائی تیار ہوگی اور آناً فاناً آپ کا پیغام ایم ٹی اے کو پہنچ سکتا ہے کہ اس وقت ہمیں بوزنین میں جوابی کارروائی کے لئے فلاں فلاں کیسٹس کی ضرورت ہے جو پہلے سے تیار شدہ آپ کے پاس موجود ہیں ان کو بوزنین کے وقت میں چلانا شروع کریں تاکہ پیشتر اس کے کہ غلط فہمیاں دلوں میں جگہ پا سکیں ان کو داخل ہونے سے ہی روک دیا جائے۔

یہ منصوبہ جب تک مکمل طور پر پہلے تشکیل نہ پا چکا ہو اور دفاعی نظام مکمل نہ ہو چکا ہو، اس کا ڈھانچہ مکمل نہ ہو چکا ہو، اس وقت تک اچانک کچھ ہوا اور آپ کو خبر مل گئی تو آپ کچھ نہیں کر سکیں گے اس لئے جو بات میں نے شروع میں کہی تھی اس سارے مضمون کو واپس اسی طرف لوٹا رہا ہوں اور اس کے حوالے سے اب میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے کاموں کو اس طرح مستعد کریں کہ ہر زبان کا ایک ڈیسک ہو، اس ڈیسک کے لئے وہ تمام ضروریات مہیا ہوں جو اس زبان میں احمدیہ ویڈیوز تیار کرنے کے لئے ضروری ہیں ان میں کوئی ایسا انسان موجود ہو جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بنیادی دینی علوم بھی سمجھتا ہو اور انتظامیہ صلاحیتیں بھی رکھتا ہو اور پھر ہر زبان میں وہ ویڈیوز اعلیٰ پیمانے پر تیار ہو کر اس کثرت سے ہمیں پہنچنی شروع ہوں کہ ہم پھر یقین کے ساتھ الگ پروگرام جاری کر سکیں۔

میری خواہش ہے کہ اب ایم ٹی اے کے اوپر مستقلاً عربی بجائے اس کے کہ تین دن کا "لقاء مع العرب" ہو کم از کم ایک گھنٹہ روزانہ کا "لقاء مع العرب" پروگرام چلے اور اس کے لئے مواد بہت ہے۔ اگر میرے دورے کی ویڈیوز کو ہی عربی زبان میں ڈھال لیا جائے اور دیگر جو ویڈیوز تیار ہو چکی ہیں مثلاً قرآن کریم کی کلاسز ہیں، مثلاً دوسرے لوگوں سے سوال و جواب کی مجالس ہیں، ان سب کو اگر عربی زبان میں ڈھال لیا جائے تو مستقلاً ہم روزانہ الگ پروگرام پیش کر سکتے ہیں۔ ہزاروں گھنٹوں کے پروگرام بن سکتے ہیں اور پھر ان میں سے بہت سے ایسے ہوں گے جن کو لازماً دوہرانا بھی ہوگا کیونکہ وہ ایسے مضمون سے تعلق رکھنے والے ہیں جنکو ایک دفعہ بیان کرنا کافی نہیں۔ بعض دفعہ آج ایک بات پوری طرح سمجھ نہیں آئی اگر دہرائی جائے تو پھر کل پوری طرح سمجھ آسکتی ہے۔ بعض مضامین گہرے ہوتے ہیں، بار بار سننے پڑتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں بار بار سنانے ہونگے اور اس کے علاوہ AUDIENCE بدلتے رہتے ہیں، ٹیلی ویژن VIEWERS بدلتے رہتے ہیں یہ تو نہیں کہ وہ ہر وقت ٹیلی ویژن سے چمٹا ہوا ہے۔ آج کسی نے کھولا کل کسی نے کھولا، آج کسی کو کوئی وقت میسر آیا کل کسی کو کوئی اور وقت میسر آیا اسی طرح لوگ دیکھتے ہیں بعض دفعہ جن علاقوں میں آدھی رات کو ٹیلی ویژن کے پیغامات پہنچ رہے ہوتے ہیں وہاں سے آدھی رات کو یا اس کے بعد بھی ایک سننے والا اٹھتا ہے اور ہمیں خط لکھتا ہے کہ رات میں دیکھ رہا تھا تو اچانک M.T.A ظاہر ہوا اور اس میں یہ دلچسپ بات میں نے دیکھی، مجھے بتائیں کہ آپ کے پروگرام مستقلاً کن کن لوگوں کے لئے کن کن زبانوں میں جاری ہیں وغیرہ وغیرہ۔ تو یہ بہت ہی ضروری کام ہیں جو ہونے والے ہیں لیکن اس کے لئے وقت کی بھی بہت ضرورت ہے۔ وقت کا اللہ تعالیٰ نے انتظام پہلے بھی کیا تھا آئندہ بھی مجھے کامل یقین ہے کہ کرے گا۔ کیونکہ گذشتہ ایک سال سے میرے دل میں یہ تڑپ پیدا ہو رہی ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں ۲۴ گھنٹے کے ٹیلی ویژن عطا کرے اب تین گھنٹے یا چار گھنٹے یا چھ گھنٹے کی بات نہیں رہی۔ وہی "دو واں داویلا" والی بات ہے۔ وہ آپ کو لطیفہ سنا چکا ہوں مگر جرمنی کی جماعت کو لطیفوں کا بڑا شوق ہے اس لئے میں پھر سنا دیتا ہوں۔ وہ ایک دفعہ کشتی پر ایک چوہدری اور اس کے ساتھ ایک میراثی سوار ہوئے اور پنجاب کا دستور تھا اور بعض جگہوں پر ہوگا، کہ جب کشتی گرداب میں آتی ہے تو کشتی والا ملاح آواز دیا کرتا تھا کہ سائیں خضر کے نام پر کچھ خیرات ڈال دو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے تو عام طور پر چوہدری صاحب جب بھی میراثی کو ہرانے کی کوشش کرتے تھے میراثی زیادہ ذہین زیادہ طاق اور چالاک و چوبند تھا وہ ہمیشہ بات الٹا دیا کرتا تھا تو چوہدری صاحب کو خیال آیا کہ اب موقع ہے اس سے انتقام لے لوں اور انتقام لینے کی ایسی سوجھی کہ وہ میراثی بیچارہ کھودا تھا، اس کی داڑھی پہ صرف دو بال تھے اور چوہدری صاحب کی بھرپور داڑھی تھی۔ تو چوہدری صاحب نے جب آواز سنی کہ خواجہ خضر کے نام پر کچھ خیرات دے دینی چاہیئے تو چوہدری صاحب نے بلند آواز سے کہا کہ آج بجائے پیسوں کے بہتر ہے کہ داڑھی کے دو دو بال اتار کر نوچ کر ہم دریا میں ڈال دیں مراد یہ تھی کہ میراثی کی تو صرف داڑھی ہی یہ ہے، ساری داڑھی اکھڑ جائے گی۔ تو میراثی مڑ کے بولا "چوہدری جی

ایسے دواں داویلا اسے" کون ہے وہ خبیث جو ساری داڑھی نہ اکھیڑ کے پھینک دے۔ تو یہ تو لطیفے کی بات ہے مگر خدا گواہ ہے کہ "دواں داویلا" نہیں رہا۔ اب تو سب کچھ جھونک دینے کا وقت آگیا ہے۔

پس میں تو یہی اللہ سے عرض کرتا رہا کہ اب دو تین گھنٹے کا وقت کہاں رہا اب تو دنیا میں ہر طرف سے طلب پیدا ہو رہی ہے، پیاس بڑھ رہی ہے، مطالبے آ رہے ہیں۔ اب دو گھنٹوں میں یا تین گھنٹوں میں یا چھ گھنٹوں میں ہم کیا کام کر سکیں گے۔ ہمیں عالمی برابر چوبیس گھنٹوں کے پروگرام دے اور میں نے ہدایت کی ہے اس ضمن میں انشاء اللہ تعالیٰ جو بھی صورت ہوگی میں امید لگائے بیٹھا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہمیں ضرور چوبیس گھنٹے کے عالمی پروگرام عطا کرے گا۔ اور ان پروگراموں کو بھرنے کے لئے اب یہ کارروائی ہے جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ اگر چوبیس گھنٹے کے پروگرام ہوں تو ہر ملک کی نسبت سے اس کے اوقات کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ بآسانی دنیا کے ہر ملک کے لئے مناسب حال وقت مقرر کر سکتے ہیں اور وہ زبانیں اس وقت میں چلا سکتے ہیں جو زبانیں ان ملکوں میں بولی جاتی ہیں مگر ان کے لئے تیاری چاہیئے۔

اب یورپ کے لئے مثلاً کم سے کم ان زبانوں میں تیاری ہونی چاہیئے۔ انگریزی، اس کے علاوہ جرمن پروگرام ہے۔ پھر فرنچ پروگرام ہے۔ پھر ڈینش ہے، نارویجئن ہے اور بہت سی زبانیں ہیں یہاں، اٹالین ہے، سپینش ہے۔ ان سب زبانوں میں نئے پروگرام بنانے کی تو آپ کو استطاعت نہیں ہے نہ ہمارے پاس وقت ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اپنی تقدیر سے پہلے ہی سے اس کثرت سے ایسے پروگرام بنا دیئے ہیں کہ جن کو اگر ترجمہ کر کے ہم ویڈیوز میں بھر دیں تو ہر زبان کے لئے ایک باقاعدہ معین پروگرام کے مطابق بعض گھنٹے مقرر کر سکتے ہیں۔ البانینز کو پتہ ہو کہ روزانہ ایک یا دو کون سے گھنٹے ہیں جن میں لازماً ہمیشہ البانین پروگرام سن سکیں گے۔ بوزنینز کو پتہ ہو کہ ہماری زبان کا وقت فلاں ہے، جرمنز کو پتہ ہو کہ ہماری زبان کیلئے فلاں وقت ہے، سپینش کو پتہ ہو کہ ہماری زبان کا فلاں وقت ہے۔ فرنچ کو پتہ ہو کہ ہماری زبان کا فلاں وقت ہے۔ عرب عین وقت کے اوپر تیار رہیں اس پروگرام کو دیکھنے کیلئے۔ ٹرکش اپنے وقت پر اپنے پروگرام کو دیکھنے کیلئے تیار رہیں۔ یہ وہ منصوبہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا ہے اور میں جیسا کہ ہمیشہ میں نے دیکھا ہے جماعت سے اپیل کرتا ہوں اس یقین پر کہ جماعت ضرور بیداری کے ساتھ لبیک کہے گی اور جماعت جرمنی پر سب سے زیادہ کام کا بوجھ ہوگا کیونکہ جتنی زبانوں میں آپ تبلیغ کر رہے ہیں، جتنی مختلف زبانیں بولنے والی قوموں کو آپ تبلیغ کر رہے ہیں، آپ کو خدا نے یہ اعزاز بخشا ہے کہ دنیا میں اور کوئی ملک نہیں ہے جہاں کی جماعت احمدیہ یہ کہہ سکے کہ ہم جرمنی کے برابر قوموں کو تبلیغ کر رہے ہیں۔ جرمنی کے برابر مختلف زبانیں بولنے والی قوموں کو پیغام پہنچا رہے ہیں۔ پس جہاں یہ سعادت خدا نے بخشی ہے تو اس سعادت کی ذمہ داریوں کو بھی ادا کرنا ہوگا۔ اور وہ ٹیمیں جو اس وقت بناء پا چکی ہیں یعنی ان کو بنایا جا چکا ہے کسی حد تک، ان ٹیموں کو ایک منصوبے کے مطابق کام دے کر آگے بڑھایا جائے گا اور نظر رکھنی ہوگی کہ ہم روزانہ کتنے گھنٹے کا پروگرام بنا رہے ہیں، کن کن موضوعات پہ بنا رہے ہیں۔ کون کون سی ویڈیوز ہمارے پاس اکٹھی ہو چکی ہیں۔

اب خطبات کے بھی سلسلے ہیں جو ایسے ہیں کہ جنکو دہرانا بھی ضروری ہے مثلاً تکلیف کرائسز کے اوپر، عبادتوں کے اوپر اور بہت سے مضامین ہیں جن پر خطبات کے سلسلے تھے جن کی ہمیشہ بار بار یاد دہانی کی ضرورت پیش آتی جائے گی کیونکہ انسان کو یاد دہانی کی ضرورت ہے۔ آپ نے سن بھی لئے ہوں تو آپکو بھی ضرورت پیش آئے گی۔ لیکن جن قوموں نے سنے ہی نہیں ہیں ان کو کیا پتہ کہ جماعت احمدیہ کے کیا پروگرام ہیں، کیا ارادے ہیں۔ کس نظر سے دنیا کو دیکھتی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو کیا روشنی عطا کی ہے۔ پس ان سب دنیا کی قوموں کو ان کی ضروریات مہیا کرنا، ان کی طبعی پیاس بجھانا جس کا پانی آسمان سے مسیح موعود پر اترا ہے اور وہ وہی پانی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پر اترا تھا جس کے متعلق مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم ○ یک قطرہ ز بحر کمال محمدؐ است

یہ جو تم چشمے جاری ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہو عرفان کے، یہ تو محمدؐ رسول اللہ کے سمندر میں سے ایک قطرہ ہے جس سے میں نے یہ فیض پایا ہے اور میں آگے دنیا کو دے رہا ہوں۔

پس پانی تو وہی ہے جو آسمان سے محمدؐ رسول اللہ پر اترا تھا آج کے دور میں ہمیں ساقی بنایا گیا ہے۔ آج کے دور میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشکیں بھر بھر کے وہ پانی پلایا گیا اور اسی کے فیض کو جاری کرنے کے لئے ہم خدام آج پیدا کئے گئے ہیں۔ اسی کے لئے اللہ تعالیٰ نے ذرائع مہیا فرمائے ہیں۔ پس جب خدا نے ذرائع مہیا فرمائے ہیں مجھے کامل یقین ہے کہ ہماری استعدادیں دیکھ کر ذرائع مہیا فرمائے ہیں یا یوں کہنا چاہیئے کہ ہمیں استعدادیں عطا کرنے کے بعد یہ ذرائع مہیا فرمائے ہیں۔ پس جس خدا نے استعدادیں عطا کی ہیں وہی انکی تسخیر کی بھی طاقت بخشے گا مگر لازم ہے کہ دعا کریں اور دعائیں کر کے ان کاموں کو جاری کریں۔ مسلسل ایسے سیل قائم ہونے چاہئیں، DESKS قائم ہونے چاہئیں، سیل کا لفظ تو بعد میں کہنا چاہیئے تھا، ایسے ڈیسک قائم ہونے چاہئیں جو مسلسل نگاہ رکھیں کہ اس وقت مثلاً بوزنین میں ہم نے کیا کر لیا ہے، کیا آئندہ کرنا ہے۔ کس قسم کے توہمات پیدا کئے جا رہے ہیں، کس قسم کے شبہات دلوں میں بھرے جا رہے ہیں، انکے کیا کیا جواب ہونے چاہئیں۔ احمدیت کا کس حد تک تعارف ہے، کس حد تک تعارف کروانا ضروری ہے، کس طریق پر ہونا چاہیئے یہ ساری باتیں بوزنین زبان میں موثر طریق پر انکو پیش کرنے کیلئے جتنا بھی آج تک مواد اکٹھا ہے اس پر وہ ڈیسک نظر رکھے اور پھر MONITOR کرے اس بات کو کہ جن خدام۔ انصار۔ لجنات کے سپرد یہ کام ہے یعنی خواتین اور بچوں کے سپرد، ان کی پروڈکشن کیا ہے، کس رفتار سے وہ انکو ٹیلی ویژن پر دکھانے کے لائق پروگراموں میں تبدیل کر رہے ہیں۔ اور پھر ہمیں مطلع کیا جائے کہ ہر روز کے لحاظ سے اتنے گھنٹے کا پروگرام بنا رہے ہیں۔ اور جب کچھ پروگرام تیار ہو جائیں گے اور رفتار کا یقین ہو جائے گا کہ مستحکم ہو چکی ہے تو پھر ہم انشاء اللہ تعالیٰ بڑے خود اعتمادی کیساتھ اعلان کریں گے کہ اے بوزنینز اب تمہارے لئے ہم نے ہر روز کا فلاں ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے مقرر کر دیئے ہیں، فلاں وقت تم بیٹھا کرو اور دیکھا کرو اور ایک دفعہ شروع ہو جائے تو پھر اس کی عادت پڑ جاتی ہے۔ ایم ٹی اے کی بھی تو عادت پڑتی ہے مگر اچھے پروگرام دیکھنے کی اس سے زیادہ عادت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے کے پروگرام دنیا کے ذلیل لذتوں والے پروگراموں کو توڑ کر اپنی جگہ خود بنا رہے ہیں اور مطالبہ بڑھ رہا ہے اس کا مزہ ہی اور ہے۔ اسکی کیفیت ہی اور ہے۔

پس اس بات سے نہ ڈریں کہ کون دیکھے گا۔ آپ پروگرام بنائیں اور مہیا کریں اور ہم معین معین پروگراموں کے مطابق ان کو مختلف قوموں اور زبانیں بولنے والوں کی خدمت میں پیش کریں گے تو پھر دیکھیں کہ کس تیزی سے خدا کے فضل سے احمدیت پھیلتی ہے۔ پھر آپ کا یہ فکر ہو جائے گا کہ جو آئے تھے ہم نے انکو سنبھالا بھی ہے کہ نہیں۔ ہمارا کام صرف یہ رہ جائے گا کہ ہر وہ جگہ جہاں خدا کے فضل سے نو مبایعین پیدا ہوتے ہیں وہاں کثرت کے ساتھ ڈش انٹینے مہیا کئے جائیں اور اس کے لئے پھر الگ ایک منصوبہ ہوگا۔ ایسی ایک ٹیم بنانی ہوگی جو نظر رکھے۔ یہ دیکھے کہ پروگرام سے استفادہ کرنے والوں کے پاس ذرائع بھی ہیں کہ نہیں۔ اور اگر ہم ذرائع مہیا کریں تو ان کے ضائع ہونے کا احتمال تو نہیں ہے۔ انکی نگرانی کا کیا انتظام ہوگا، کونسی جگہ ہے جہاں وہ پروگرام دکھائے جائیں گے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کے گھر میں تو آپ ڈش انٹینا مہیا نہیں کر سکتے۔ نہ ان بیچاروں کے حالات اس وقت ایسے ہیں کہ وہ زیادہ خرچ برداشت کر سکیں۔ پس اس پہلو سے بہت سے کام ہیں، میں نے خلاصۃً آپ کے سامنے رکھ دیئے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ اب انشاء اللہ تعالیٰ بڑی مستعدی کیساتھ اس میدان میں بھی جماعت جرمنی دنیا کی ساری جماعتوں کو پیچھے چھوڑ جائے گا مگر پیچھے چھوڑ جائے گا نہیں بلکہ دعوت عمل دیتا ہوا آگے بڑھے گا اشارے کرتا ہوا آگے بڑھے گا کہ اے جان اور اے طاقت تو دو ہمارے ساتھ آگے بڑھ کے دکھاؤ، اس طرح جو مسابقت کی روح سے ایک عمل کا دور شروع ہوگا وہ انشاء اللہ احمدیت کو فتوحات کے ایک نئے دور میں داخل فرما دے گا۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

حاصلِ مطالعہ

مکرم سید رشید احمد صاحب سونگڑہ / جمشید پور

(۱) عید اور جمعہ اکٹھے آجائیں تو :-

(الف) حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مجلس میں جب سوال ہوا کہ اگر عید اور جمعہ اکٹھے آجائیں تو انہیں الگ الگ پڑھنا چاہیئے یا دونوں نمازیں اکٹھی پڑھ سکتے ہیں؟ اس پر فرمایا :-

"دونوں طریق درست ہیں۔ جب عید اور جمعہ کو اکٹھے ملا کر پڑھ لیا جائے تو نماز ظہر الگ پڑھ لی جاتی ہے لیکن ایک استنباط یہ بھی ہے کہ چونکہ ظہر کی نماز جمعہ میں داخل ہو جاتی ہے اور جمعہ عید کے ساتھ پڑھنے کے بعد ظہر کی نماز پڑھنی ضروری نہیں۔ ایک دفعہ احمدیت کی تاریخ میں ایسا بھی ہوا ہے ورنہ اس سے پہلے ہمیشہ یہ فیصلہ کیا کرتے تھے کہ جمعہ اور عید ملا کر ادا کئے جائیں یا علیحدہ علیحدہ۔ جب اکٹھے ادا ہوتے تو نماز ظہر الگ پڑھی جاتی تھی۔ لیکن ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک تیسرے پہلو کے مطابق ظہر کی نماز کو بھی عید اور جمعہ میں شامل کر دیا۔ اس پر لوگوں نے خوب شور مچایا۔ چنانچہ علماء نے حوالے نکال کر ثابت کیا کہ اگر کوئی شخص ظہر کو جمعہ میں مدغم سمجھتا ہے تو اس کا حق ہے کہ وہ یہ فیصلہ کرے کہ اگر جمعہ پڑھ لیا تو ظہر بھی ہو گئی۔ یہ کوئی خلاف شرع واقعہ نہیں ہوا۔ اس لئے شور مچانے کا کوئی جواز نہیں اور یہ طریقہ درست ہے اور یہی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا موقف تھا۔ عام طور پر جو طریقہ مستحسن سمجھا جاتا ہے یا جس کو مستحب یا رائج طریق کہا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ اگر جمعہ اور عید کو ملا کر پڑھ لیا جائے تو ظہر کی نماز الگ پڑھ لی جائے کیونکہ ایسے لوگوں کو جو اس ابہام کو سمجھنے کا بساط نہیں رکھتے غیر ضروری طور پر فتنے میں نہ ڈالا جائے۔"

(از- مجلس عرفان- مسجد فضل لندن ۹ر اگست ۱۹۸۶ء منقول از بدر ۱۲ر مئی ۱۹۸۸ء صفحہ ۳ کالم ۲)

(ب) ۲۹ر مئی ۱۹۸۷ء کو عید الفطر کے علاوہ جمعہ کا بھی موقع تھا۔ چنانچہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس روز خطبہ جمعہ میں فرمایا :-

"آج کا جمعہ بعض روایتوں کے مطابق طوعی ہے۔ یعنی اجازت ہے کہ جمعہ ہو یا نہ ہو اور بعض روایتوں کے مطابق طوعی نہیں بلکہ جمعہ بہر حال ہونا چاہیئے۔ شامل ہونے والوں کو اجازت ہے کہ وہ چاہیں تو شامل ہوں اور چاہیں تو شامل نہ ہوں۔ یعنی چند ہی اگر جمعے میں شامل ہو جائیں تو کافی ہے اور یہ روایت زیادہ وزنی معلوم ہوتی ہے۔"

(بدر ۶ر اگست ۱۹۸۷ء صفحہ ۷ کالم ۲)

(۲) لَیۡلَۃُ الۡقَدۡر کبریٰ و صغریٰ

علوم ظاہری و باطنی سے پُر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ القدر کی تفسیر میں لیلۃ القدر کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے بعد فرماتے ہیں :-

"اصل بات یہ ہے کہ ہر مومن پر روحانیت کی بلوغت کا زمانہ آتا ہے آخر ہر شخص پیدائش کے وقت سے ہی تو روحانیت میں کامل نہیں ہوتا۔ اکثر لوگوں پر جسمانی بلوغت کے بعد ہی کبھی وقت روحانی بلوغت کا زمانہ آتا ہے بعض کو جوانی میں بعض کو ادھیڑ عمر میں اور بعض کو بڑھاپے میں اور بعض کو بڑھاپے کے آخر میں۔ جس رات بھی کسی مومن کی نسبت اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہو جاتا ہے کہ اب سے یہ ہمارا قطعی جنتی بندہ ہے وہی اس کی لیلۃ القدر ہے اور اس کے لئے رمضان کی کوئی شرط نہیں۔ سارے سال میں کسی وقت کسی کی لیلۃ القدر آسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحمٰن رحیم ہے۔ اور اُس کی یہ دونوں صفات ہر وقت ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ پس ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں کے معین اوقات کے علاوہ کوئی اور سلسلہ بھی اس کے فضلوں کا ہوتا جو ہر وقت اور ہر لحظہ ظاہر ہوتا رہتا اور یہ انفرادی فضلوں کا ہی سلسلہ ہے۔ کسی مومن بندہ کی لیلۃ القدر کسی دن آجاتی ہے۔ کسی کی کسی دن اور اس طرح روزانہ سارے سال میں اللہ تعالیٰ کے فضل اُس کے نیک بندوں پر نازل ہوتے رہتے ہیں۔ پھر سال میں ایک دفعہ قرآن کریم کے نزول کی یاد میں ساری اُمت پر ایک ہی رات رمضان کے آخری عشرہ میں اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہوتا ہے اور وہ لیلۃ القدر کبریٰ ہوتی ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد نہم (جدید) صفحہ ۳۲۹ مطبوعہ لندن ۱۹۸۶ء)

(۳) اعتکاف کرنے والے کیلئے ضروری شرط :-

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنے والے شخص کے لئے کیا روزہ رکھنا ضروری ہے؟ اس سوال کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ :-

"ہاں یہ ضروری ہے ویسے اگر کوئی شخص اعتکاف کرنا چاہے تو اس کے لئے روزے کی شرط نہیں۔ لیکن رمضان کے آخری عشرہ میں روزہ کے بغیر اعتکاف نہیں ہو سکتا۔" (مجلس عرفان مسجد فضل لندن ۹ر اگست ۱۹۸۶ء منقول از بدر ۱۲ر مئی ۱۹۸۸ء صفحہ ۳ کالم ۲)

(۴) دعا کیلئے اللہ تعالیٰ کی مناسب صفت منتخب کرنے کی مثال

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۲۱ء میں تقریر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا :-

"اگر یہ سوال کیا جائے کہ دُعا کے لئے صفات الٰہیہ کا انتخاب کس اصل پر ہونا چاہیئے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سب سے پہلے یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ مثلاً جو تکلیف ہے وہ کیوں ہے؟ اور پھر اس وجہ کو مدنظر رکھ کر جس صفت کے ذریعہ سے دُعا کرنا مناسب ہوگا اس کے ذریعہ سے دُعا کی جائے گی .... مثلاً قرض کو لے لو کبھی قرض اس وجہ سے چڑھ جاتا ہے کہ انسان سے کوئی ایسا گناہ سرزد ہو جاتا ہے جس کی مناسب سزا اُسے مالی تنگی کا پہنچنا ہوتی ہے کبھی اس کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ خدا دیکھتا ہے کہ اگر اس کو زیادہ مال دوں گا تو گمراہ ہو جائے گا۔ کبھی اس کی وجہ اس کی سستی ہوتی ہے یہ اس قدر آمد نہیں پیدا کرتا کہ سال کا خرچ چل سکے۔ یا مثلاً کسی پر ذرائع آمد کے محدود ہونے کے سبب سے قرض ہو جائے گا۔ یہ چاروں باتیں خدا تعالیٰ کے الگ الگ اسموں کے نیچے آئیں گی۔ اگر کمی آمد کی وجہ سے قرض ہو تو انسان کہے گا کہ اے باسط مجھ رزق میں فراخی دے۔ تب خدا اُسے رزق دے گا لیکن اگر اس کی سستی کے سبب سے اس کی آمدن کم ہے تو وہ یہ دُعا کرے گا کہ اے قیوم مجھے چُستی عطا فرما۔ اور اگر گناہ کے سبب سے مقروض ہے تو کہے گا کہ اے غفور مجھے بخش دے۔ اور اگر اس سبب سے تنگی ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ شخص فراخی رزق کے ساتھ ایمان کو سنبھال نہیں سکتا تو اس طرح دُعا کی جائے گی کہ اے ہادی مجھے مضبوطی ایمان بخش۔"

(ہستی باری تعالیٰ صفحہ ۱۸۷ طبع اوّل دسمبر ۱۹۲۵ء قادیان)

(۵) مذہب کی جان، خلاصہ اور روح ــ دُعا اور اسکی کیفیت

سورۃ الفرقان کی آخری آیت کی تفسیر کے اختتام میں حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا :-

"حقیقت یہ ہے کہ مذہب کی جان اور اس کا خلاصہ اور اُس کی روح اگر کوئی چیز ہے تو وہ صرف دُعا ہی ہے۔ مگر دُعا اس امر کا نام نہیں کہ انسان صرف منہ سے ایک بات کہہ دے اور سمجھ لے کہ دُعا

ہوگئی۔ دعا اللہ تعالیٰ کے حضور پگھل جانے کا نام ہے۔ دعا ایک موت اختیار کرنے کا نام ہے۔ دعا تذلل اور انکسار کا مجسم نمونہ بن جانے کا نام ہے۔ جو شخص صرف رسمی طور پر منہ سے چند الفاظ دہراتا چلا جاتا ہے اور تذلل اور انکسار کی حالت اُس کے اندر پیدا نہیں ہوتی جس کا دل اور دماغ اور جس کے جسم کا ہر ذرہ دعا کے وقت محبت کی بجلیوں سے تھرتھرا نہیں رہا ہوتا وہ دعا سے تمسخر کرتا ہے۔ وہ اپنا وقت ضائع کر کے خدا تعالیٰ کا غضب مول لیتا ہے۔ پس ایسی دعا مت کرو جو تمہارے گلے سے نکل رہی ہو اور تمہارے اندر اس کے مقابل پر کوئی کیفیت پیدا نہ ہو وہ دعا نہیں بلکہ الٰہی قہر کو بھڑکانے کا ایک شیطانی آلہ ہے۔ جب تم دعا کرو تو تمہارا ہر ذرہ خدا تعالیٰ کے جلال کا شاہد ہو تمہارے دماغ کا ہر گوشہ اس کی قدرتوں کو منعکس کر رہا ہو اور تمہارے دل کی ہر کیفیت اس کی عنایتوں کا لطف اُٹھا رہی ہو تب اور صرف تب تم دعا کرنے والے سمجھے جا سکتے ہو۔ یہ کیفیت پیدا ہونی بظاہر مشکل نظر آتی ہے مگر جس شخص کے ایمان کی بنیاد عشقِ الٰہی پر ہو اس کے لئے اس سے زیادہ آسان اور کوئی شئے نہیں بلکہ اس کی طبیعت کا یہ کیفیت ایک عادت بن جاتی ہے۔ اور وہ ہر وقت اس سے لطف اندوز ہو رہا ہوتا ہے۔ ایسے انسان کو یہ ضرورت نہیں ہوتی کہ وہ الگ جاکر اور مصلّی پر بیٹھ کر دعائیں کرے بلکہ وہ خلوت و جلوت میں دعا کر رہا ہوتا ہے اور جب اس کی زبان پر اور کاموں کا کلام جاری ہوتے ہیں اور اس کی آنکھوں کے آگے اور اور نظارے پھر رہے ہوتے ہیں۔ اُس کی روح اپنے مالک و خالق کے عتبۂ رحمت پر گری ہوئی اپنے لئے اور ساری دنیا کے لئے طلب گارِ رحمت ہو رہی ہوتی ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد ششم (جدید) صفحہ ۴۰۱ مطبوعہ لندن ۱۹۸۶ء)

(۶) سنو! کہ خدا کی مدد قریب ہے!۔

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کے دوران ایک خطبہ جمعہ (فرمودہ ۲۴ر جون ۱۹۸۳ء) میں فرمایا:۔

"راتوں کو اُٹھ کر اپنی عبادت کے میدانوں کو گرم کرو اور اس زور سے اپنے خدا کے حضور آہ و بکا کرو کہ آسمان پر عرش کے کنگرے بھی ہلنے لگیں۔ متٰی نصر اللہ کا شور بلند کردو۔ خدا کے حضور گریہ و زاری کرتے ہوئے اپنے سینوں کے زخم پیش کرو، اپنے چاک گریبان اپنے رب کو دکھاؤ اور کہو کہ اے خدا ے

قوم کے ظلم سے تنگ آکے مرے پیارے آج
شورِ محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

پس اس زور سے شور مچاؤ اور اس قوت کے ساتھ متٰی نصر اللہ کی آواز بلند کرو کہ آسمان سے فضل اور رحمت کے دروازے کھلنے لگیں اور ہر دروازے سے یہ آواز آئے۔

اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ
اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ
اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ

سنو! سنو! کہ اللہ کی مدد قریب ہے۔ اے سننے والے سنو کہ خدا کی مدد قریب ہے۔ اے مجھے پکارنے والو سنو! کہ خدا کی مدد قریب ہے اور وہ پہنچنے والی ہے۔"

(منقول از مشکوٰۃ قادیان ستمبر۔ نومبر ۱۹۸۳ء صفحہ ۱۵-۱۶)

(۷) شوال کے چھ روزے وقفہ ڈال کر بھی رکھ سکتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے خطبہ عید الفطر فرمودہ ۲۹ر مئی ۱۹۲۲ء کے اختتام پر فرمایا:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا کہ شوال کے مہینہ میں عید کا دن گذرنے کے بعد چھ روزے رکھتے تھے (ترمذی ابواب الصوم باب ما جاء فی صیام ستۃ ایام من شوال) اس طریق کا احیاء ہماری جماعت کا فرض ہے۔ ایک دفعہ حضرت صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ ناقل) نے اس کا اہتمام کیا تھا کہ تمام قادیان میں عید کے بعد چھ دن تک رمضان ہی کی طرح اہتمام تھا۔ آخر میں چونکہ حضرت صاحب کی عمر زیادہ ہوگئی تھی اور بیمار بھی رہتے تھے اس لئے دو تین سال بعد آپؑ نے روزے نہیں رکھے۔ جن لوگوں کو علم نہ ہو وہ سن لیں اور جو غفلت میں ہوں ہوشیار ہو جائیں کہ سوائے ان کے جو بیمار اور کمزور ہونے کی وجہ سے معذور ہیں چھ روزے رکھیں اگر مسلسل نہ رکھ سکیں تو وقفہ ڈال کر بھی رکھ سکتے ہیں۔"

(الفضل ۸ر جون ۱۹۲۲ء)

(منقول از خطبات محمود جلد اوّل صفحہ ۸۱ مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ۔ طبع اوّل)

درخواست ہائے دُعا

میرا لڑکا محمد وسیم الدین ایس۔ٹی۔ڈی کا کاروبار کر رہا ہے کچھ دنوں سے کاروبار پر اثر پڑا ہے جلد بحالی کے لئے۔ دوسرے لڑکے محمد حکیم الدین حال مقیم سعودی عرب کے بہتر رشتہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (محمد قمر الدین حیدر آباد)

● خاکسار کی بیٹی عزیزہ امۃ الجمیل صاحبہ دینی و دنیوی ترقیات اور شوہر مکرم مشتاق احمد صاحب کو جلد ملازمت ملنے کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔ (اعانت ۵۰/- روپے)

(غلام نبی ناظر یاری پورہ کشمیر)

● خاکسار کی طبیعت علیل رہتی ہے روحانی جسمانی ترقیات کاروبار میں برکت نیز شوہر مرحوم کی مغفرت درجات میں بلندی کے لئے درخواست دعا ہے۔ (اعانت بدر ۵۰/- روپے)

(رقیہ بیگم اہلیہ سیٹھ عبد الغنی صاحب مرحوم چنتہ کنٹہ)

● مکرم صابر الدین صاحب صدیقی صدر جماعت رڑکی کی بیٹی کی طبیعت اچانک خراب ہوگئی تھی۔ عزیزہ کی صحت و تندرستی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (اعانت ۵۰/- روپے)

(انچارج دفتر علیا)

● مکرمہ نرگس جہاں صاحبہ چودوار۔ مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ غند تیچہ پاڑا۔ مکرم کیفہ خان صاحب۔ مکرم شمیم خان صاحب پنکال۔ فریدہ بیگم۔ زاہدہ بیگم۔ عزیز ناصر۔ شریفاں بی بی۔ عابدہ بیگم۔ فائزہ بانو۔ لطیفہ بانو۔ جیتن خان۔ بیت اللہ بیگم۔ کلثوم بی بی۔ حلیم خان۔ مبشر محمد۔ ناصر محمد۔ فاطمہ بی بی۔ زین الانوار محمد۔ وکیلا بی بی۔ منصور خان۔ سعید بی بی۔ سمرہ بی بی۔ تشمیر خان سلمہ بی بی۔ اظہر خان۔ زاہدہ بی بی۔ نصرت بیگم۔ عائشہ بی بی۔ نصیر خان۔ نذیر خان۔ محمد زکریا۔ لیاقت علی خان کرڈاپلی اپنی دینی و دنیوی ترقیات کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (نور الدین معلم وقف جدید بیردن)

دعائے مغفرت

افسوس مکرمہ بشیر خاتون صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا ظہیر الدین صاحب درویش قادیان ۲۴-۱-۹۶ کو بوقت شام وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ شاہدہ یوپی میں مکرم محمد اشرف خانصاحب کے گھر ۱۹۳۸ء کو پیدا ہوئیں شادی کے بعد ۱۹۵۶ء میں قادیان آئیں پہلے انکی شادی ماموں زاد سے ہوئی تھی ان کے ارتداد پر مرحومہ نے خلع لے لیا خاوند نے بچے اور زیور سب کچھ چھین لیا جس کی آپ نے کوئی پرواہ نہ کی آپ کے والدین مخلص احمدی تھے آپ نے انتہائی صبر اور شکر سے زندگی گزارتے ہوئے خاوند کے ساتھ بہت تعاون کیا۔

مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور قرآن مجید سیکھنے سکھانے کا بہت شوق رکھتی تھیں۔ ۲۶-۱-۹۶ کو بعد نماز عصر آپ کی نماز جنازہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل دے۔

قرار دادہائے تعزیت بروفات

مکرم مولانا حمید الدین صاحب شمس مرحوم مبلغ سلسلہ

منجانب صدر انجمن احمدیہ قادیان

رپورٹ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کہ کلکتہ سے بذریعہ فون یہ افسوس ناک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مکرم مولانا حمید الدین صاحب شمس مبلغ انچارج بنگال و آسام اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے مورخہ ۶؍ دسمبر ۱۹۹۵ء کو کلکتہ میں وفات پا گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات پر لبیک کہتے ہوئے مرحوم ہمیشہ پوری اطاعت اور انہماک کے ساتھ خدمت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

ایک کامیاب مبلغ، مقرر اور مناظر کی حیثیت سے کشمیر، آندھرا پردیش اور بنگال میں عرصہ پچیس سال سے خدمات بجا لا رہے تھے۔ موصوف کے وقت ہی میں آندھرا کے مضافات میں اجتماعی بیعتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ میدان تبلیغ میں کامیابیوں کا یہ دور جاری تھا کہ عمر نے وفا نہ کی اور ۴۸ سال کی عمر میں ہی ایک بیوہ اور چار لڑکیوں اور تین بیٹوں کو سوگوار چھوڑ کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں مقام قرب عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔ ہم راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔

۲۔ درخواست ہے کہ یہ قرار داد تعزیت صدر انجمن احمدیہ قادیان میں ریکارڈ فرمائی جائے۔ اور اس کی نقول سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور مرحوم کے والد محترم مستری محمد دین صاحب درویش اور مرحوم کی اہلیہ محترمہ سلطانہ شمس صاحبہ کو اور اخبار بدر کو اشاعت کے لئے بھجوائی جائے۔

۳۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں مرحوم کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کی درخواست کی جائے۔

ضروری نوٹ:۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منشاء معلوم ہونے پر ناظر دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے تعزیت کا مضمون تیار کر کے حضور انور کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جس کو ملاحظہ کر کے نہ صرف یہ کہ حضور اقدس نے از راہ شفقت اس کو صدر انجمن احمدیہ میں ریکارڈ کرنے کی منظوری مرحمت فرمائی بلکہ اس میں مناسب ترمیم اور اضافہ بھی فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ شفقت اور حوصلہ افزائی بالخصوص مرحوم کے خاندان اور تمام خدام سلسلہ کے لئے باعث افتخار ہے۔

خاکسار۔ محمد انعام غوری
ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان ۱۳/۱۲

بغرض ریکارڈ پیش ہے۔

پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ رپورٹ مکرم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ مع ضروری نوٹ ریکارڈ کی جاتی ہے۔

نوٹ:۔ مذکورہ مضمون پر مشتمل اسی قسم کے دلی جذبات اور صدمے کا اظہار کرتے ہوئے درج ذیل جماعتوں اور تنظیموں نے بھی قرار داد ہائے تعزیت ارسال کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کا خود کفیل ہو۔

(۱) مجلس خدام الاحمدیہ بھارت (۲) جماعت احمدیہ جڑچرلہ۔

(۳) جماعت احمدیہ آسنور +

رباعی

بروفات مولانا حمید الدین صاحب شمس مبلغ سلسلہ احمدیہ

اک گل سنبل کھلا پر جلد ہی مرجھا گیا
بوئے سنبل بس پریشاں کلیوں کا رنگ کمھلا گیا
باغ شمس دین پر ہے افسردگی چھائی ہوئی
دائرہ تا چہرۂ شمس مٹی کے نیچے آ گیا

آ رہی ہے دور سے بانگ رحیل کارواں

آ رہی ہے دور سے بانگ رحیل کارواں
چھا رہے ہیں فلک پر علم جمیل کارواں
بے قراری، انتظاری، مولوی ویرانوں میں ہوں
کرم کن بر حالِ ما شاہا! جمیل ساربان
میری صورت اور بھی کچھ سنگ پارہ طور تھے
رہ گئے دار الاماں کچھ، سنگ میل رفتگاں
باغ احمد میں نظر آتے ہیں غنچے خوشنما
یہ گل رعنا کھلیں! بیاد جمیل پارساں
دیکھ پاتا باغ احمد میں بہار جاوداں
لاغر آئم گم شد بیا آتا عقیل کارواں
کر مداوا داغ ہجرت مالک کون و مکاں
جلد آوے قادیاں حسن و تکمیل قادیاں
امید پر خورشید قائم ہے بہار بوستان
قائم رہے دائم رہے، طاہر مثیل رفتگاں
کون جانے دلبرا تقدیر کی باتیں تیری
لاکھوں ہزاروں لے گئے حسرت دخیل قادیاں

(خورشید احمد پربھاکر درویش قادیان)

ضروری اعلان

(۱) :۔ احباب جماعت احمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب سابق مختار عام ابن مکرم غلام نبی صاحب درویش قادیان کو حضور انور کے ارشاد کی واضح خلاف ورزی کے مرتکب پائے جانے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اخراج از نظام جماعت کی سزا دی ہے۔

(۲) :۔ مکرمہ رئیسہ صمد صاحبہ اہلیہ مکرم صمد صاحب ایم پی حال کالیکٹ کیرلہ کو ان کے غیر اخلاقی فعل کی بنا پر حضور انور نے اخراج از نظام جماعت کی سزا دی ہے۔ احباب مطلع رہیں۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

حالات مطلوب ہیں

محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ آندھرا پردیش کے حالات زندگی شائع کرنے کی تیاری ہے۔ مہربانی کر کے احباب اپنے تاثرات بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ احباب یہ تاثرات مکرم منیجر صاحب بدر قادیان کو بھجوا سکتے ہیں۔ ہمیں ان سے مل جایا کریں گے۔

(خاکسار۔ واصف احمد انصاری حیدر آباد)

تبلیغی و تربیتی مساعی

اٹاوہ میں عظیم الشان تبلیغی و تربیتی جلسہ

۲۷ ؍ اکتوبر ۹۵ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب و عشاء جماعت احمدیہ اٹاوہ میں مکرم فضل الرحمان صاحب کے وسیع میدان میں تبلیغی و تربیتی جلسہ خاکسار کی صدارت میں منعقد کیا گیا۔ مکرم غلیل احمد خاں صاحب آف کٹیا کی تلاوت کلام پاک اور مکرم اسلم خاں صاحب آف کٹیا کی نظم خوانی کے بعد مکرم خلیل احمد خاں صاحب، مکرم مولوی عزیز احمد صاحب اسلم مبلغ سلسلہ، مکرم شریف احمد خاں صاحب آف کٹیا اور خاکسار نے تقاریر کیں دوران جلسہ نظمیں بھی پڑھی گئیں۔ آخر پر خاکسار نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اس موقع پر تمام حاضرین جلسہ میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ جماعت احمدیہ کٹیا اور جماعت احمدیہ بیدا سے مرد و زن بچے بوڑھے سب نے جلسہ میں شرکت فرمائی اس کے علاوہ غیر احمدی مولوی صاحبان اور اٹاوہ کے کئی مرد و زن غیر احمدی جلسہ میں شریک ہو کر ہمارے پروگرام کو سنتے رہے لاؤڈ سپیکر کی مدد سے اٹاوہ کے دور دراز تک آواز گونج رہی تھی مہمانان کرام کے قیام و طعام کا انتظام مکرم فضل الرحمٰن صاحب آف اٹاوہ نے کیا اللہ تعالیٰ موصوف کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ نیز دین و دنیا میں ترقیات سے نوازے۔ (شیخ علاؤ الدین مبلغ سلسلہ شاہجہانپور)

یادگیر میں لجنہ اماء اللہ کا جلسہ سیرۃ النبی ﷺ

لجنہ اماء اللہ یادگیر کا ایک تبلیغی وفد زیر قیادت محترمہ مبارکہ سلیم صاحبہ صدر لجنہ ۱۶ ؍ نومبر ۹۵ء کو قصبہ کوڈلا پہنچا وہاں جا کر ایک غیر احمدی کے گھر میں جلسہ سیرت النبی ﷺ منانے کی توفیق ملی۔ جلسہ کا آغاز محترمہ عالمن بی صاحبہ ذنڈوتی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا بعدہ ترجمہ سنایا گیا۔ محترمہ کوثر اسد صاحبہ نے نظم پڑھی بعدہ محترمہ نصرت فضل صاحبہ، نعیم النساء بیگم صاحبہ، ہاجرہ تسنیم صاحبہ، نجیبہ بانو صاحبہ، عالمن بی صاحبہ، عزیزہ صبیحہ ذنڈوتی صاحبہ، عطیہ عبداللہ قریشی صاحبہ اور آخر میں صدر صاحبہ نے تقاریر کیں۔ غیر احمدی مستورات کی تعداد ۲۲ تھی اور چھوٹی بچیاں ۱۰ تھیں جنہوں نے تمام کارروائی کو دلچسپی سے سنا۔ جلسہ غیر احمدی خاتون کے گھر پر ان کی خواہش پر کیا گیا دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ (نصرت خاتون جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ یادگیر)

مینگلور میں جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام بک سٹال

صوبہ کرناٹک کے مشہور شہر مینگلور میں ۴ تا ۱۲ نومبر ۹۵ء NATIONAL TRUST OF INDIA-DELHI کے زیر اہتمام کتابوں کی ایک نمائش منعقد کی گئی جس میں جماعت احمدیہ کو دو بک سٹال لگانے کی توفیق ملی۔ اور صرف ایک ہفتہ میں ساڑھے سات ہزار روپے کی کتابیں فروخت ہوئیں آٹھ سے دس ہزار کے قریب تعلیم یافتہ لوگ جماعت کے سٹال میں تشریف لائے مفت پمفلٹ بھی تقسیم کیا گیا۔ اردو، ہندی، انگریزی، کنڑی اور ملیالم زبانوں کے لٹریچرز کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کا مکمل سیٹ بک سٹال میں رکھا گیا تھا بہت سے لوگوں نے بڑی توجہ اور دلچسپی سے ہماری کتابوں کی نمائش کا معائنہ کیا۔

شہر مینگلور نہ صرف یہ کہ ضلع کا مرکز ہے بلکہ یہاں پر ائیرپورٹ اور بندرگاہ بھی موجود ہے شہر میں مختلف کالج اور تعلیمی ادارے ہیں تعلیم یافتہ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے اس نمائش کو خاص اہمیت حاصل ہے یہاں سے کنڑی زبان میں جماعت احمدیہ کا ایک سہ ماہی رسالہ بھی شائع ہوتا ہے

نمائش شہر کے بین وسط میں منعقد کی گئی تھی اس میں ۱۵۰ کے قریب سٹالز لگائے گئے جس میں ہندوستان کی مختلف جگہوں کی پبلشر کمپنیوں اور اداروں نے شرکت کی اگرچہ کہ شروع میں جماعت احمدیہ کو بالکل چھوٹا سا سٹال ملا تھا لیکن نمائش کے آخری چار دنوں میں اور ایک بڑا سٹال بھی مل گیا اس طرح جماعت کو بیک وقت دو سٹال چلانے کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ علی ذالک

نمائش گاہ میں روزانہ دو تین ہزار افراد تشریف لاتے ہفتہ اور اتوار کو زائرین کی تعداد آٹھ دس ہزار تک پہنچ جاتی تھی اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس نمائش کے ذریعہ جماعت کو وسیع پیمانہ پر تبلیغ کی توفیق ملی۔ نمائش کے اہتمام اور اس کو چلانے کے لئے مکرم ایم پی ابراہیم صاحب صدر جماعت، عزیزم رشید احمد سیکرٹری تبلیغ، مکرم محمد یوسف صاحب، مکرم ایم پی موسیٰ صاحب، مکرم کے ایم علی صاحب، مکرم عبدالغنی صاحب، مکرم محمد رفیق صاحب، مکرم عبدالجلیل صاحب، نے بالخصوص تعاون دیا فجزاھم اللہ۔ اللہ تعالیٰ نمائش کے دیرپا اور نیک اثرات قائم فرمائے

(صدیق اشرف علی قادیان)

ریاست جموں و کشمیر میں جماعت احمدیہ کی تعلیمی خدمات

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور ایدہ اللہ کی دعاؤں اور مشفقانہ رہنمائی سے ریاست میں چھ تعلیم الاسلام سکول کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں جن کا احباب جماعت اور غیر از جماعت دانشمند تعلیم یافتہ عوام میں اثر قائم ہو رہا ہے۔ یہ سکول ناصر آباد۔ یاری پورہ۔ آسنور۔ رشی نگر۔ یاری پاری گام۔ چارکوٹ میں جاری ہیں۔ نرسری کلاسز سے دسویں (میٹرک) تک تعلیم دی جاتی ہے تمام سکول انگلش میڈیم ہیں جن میں اسلامیات کی تعلیم بھی دی جاتی ہے ان سکولوں میں بلا لحاظ مذہب و ملت ہر قوم کے طلباء و طالبات استفادہ کر رہے ہیں فی الوقت ۱۶ صد سے زائد طلباء و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ زیادہ تر میڈیکل، نان میڈیکل اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ کو مقابلہ کے امتحانات میں کامیاب پا کر ملازمت میں لینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اردو، عربی تعلیم کے لئے اساتذہ بھی موجود ہیں سٹاف میں احمدی غیر احمدی اساتذہ بھی خدمت انجام دے رہے ہیں فجزاھم اللہ خیراً

حالات کی وجہ سے سٹاف کے سلسلہ میں مشکلات کا سامنا رہتا ہے ایک سو کے قریب کارکنان ان اداروں سے وابستہ ہیں ہر سکول کے لئے لوکل کمیٹی موجود ہے جو مقامی حالات کے مطابق ان سکولوں کے مالی اور انتظامی امور میں مدد اور نگرانی کرتے ہوئے اپنے فرائض انجام دیتی ہے لوکل افراد جماعت بھی ہر ممکن تعاون دیتے ہیں وادی کی حد تک ایک مرکزی کمیٹی بھی وقتاً فوقتاً اپنی میٹنگوں میں جائزہ لیکر مشورہ دیتی ہے۔

طلباء و طالبات سے یہاں کے نامساعد معاشی حالات کے مطابق ٹیوشن فیس لی جاتی ہیں اس کے علاوہ حضور انور ایدہ اللہ کی شفقت سے نظارت تعلیم قادیان کے ذریعہ مرکزی تعلیمی فنڈ سے بھی سالانہ گرانٹس دی جاتی ہیں جو بتدریج کم ہو کر خود کفیل ہونے کی طرف لے جانے کی کوشش جاری ہے اس وقت لاکھوں روپے کے اخراجات کے خرچ پر یہ ادارے چل رہے ہیں۔

ناصر آباد۔ یاری پورہ کے سکول ریاستی سرکار سے منظور شدہ ہیں۔ آسنور، رشی نگر، یاری پاری گام، چارکوٹ سکولوں کے سلسلہ میں کارروائی چل رہی ہے۔

دسویں (میٹرک) کلاسز کے امتحانات سرکار کے منظور شدہ بورڈ سے اور مڈل (آٹھویں) کلاس کا امتحان ملحقہ سرکاری تعلیمی اداروں سے لیا جاتا ہے باقی کلاسز کے امتحانات اپنے سکولوں میں لئے جاتے ہیں خدا تعالیٰ کے فضل سے گورنمنٹ کے تعلیمی اداروں میں (جہاں کے) اخراجات سرکاری ہوتے ہیں مقابلہ کے امتحانات میں ہمارے ان سکولوں کے طلباء اچھی تعداد میں کامیاب ہو کر داخلہ لیتے ہیں۔ درخواست دعا ہے کہ مولا کریم ان اداروں کو بنی نوع انسان اور قوم کے معصوم نونہالوں کو روشن مستقبل بنا کر انسانیت کی عظیم خدمت کا باعث بنائے اور ہماری دستگیری و مشکل کشائی فرمائے، آمین اللھم آمین

(عبدالمجید ٹاک امیر جماعت احمدیہ جموں و کشمیر)

اداریہ ...... بقیہ صفحہ (۲)

باپ کو گندی گالی دیتا ہے اور پھر چاہتا ہے کہ اُس کا بیٹا اُس سے خوش ہو یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ جو لوگ محض زبان سے کسی قوم کے ساتھ صُلح کرنے کے لئے زور دیتے ہیں اُن کو چاہیئے کہ صُلح کاری کے کام بھی دکھلائیں۔ اے ہم وطن پیارو! میری اس بات پر غور کرو اور یوں ہی نہ پھینک دو جبکہ ہم ایک ہی ملک میں رہتے ہیں چاہیئے کہ باہم ایسی محبت کریں کہ ایک دوسرے کے اعضاء ہوجائیں۔ مگر یہ بھی یاد رکھو کہ اگر منافقانہ طور پر محبت ہو تو وہ محبت نہیں ہے بلکہ وہ ایک زہریلا تخم ہے جو ابد میں اپنا ہلاک پھل دکھائے گا۔ صلح کاری بہت عمدہ چیز ہے۔ مگر بد زبانی اور صلحکاری دونوں ہرگز جمع نہیں ہوسکتے۔ پس اے صاحبان! کیا آپ لوگ اس بات کے لئے تیار ہیں یا نہیں کہ صلح کی بُنیاد ڈالنے کے لئے اس پاک اُصول کو قبول کریں کہ جیسے ہم سچے دل سے آپ کے بزرگ رشیوں اور اوتاروں کو صادق جانتے ہیں جن پر آپ کی قوم کے کروڑہا لوگ ایمان لاچکے ہیں اور اُن کے نام عزّت سے زبانوں پر جاری ہیں۔

ایسا ہی آپ لوگ بھی صدقِ دل سے اِس کلمہ پر ایمان لائیں کہ —

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

تاجس اتحاد اور صُلح کے لئے ہم نے قدم اُٹھایا ہے اس میں آپ بھی شریک ہوکر اس تفرقہ کو دُور کردیں جو ملک کو کھاتا جاتا ہے ......

مسلمان وہ قوم ہے کہ جو اپنے نبی کریم کی عزّت کے لئے جان دیتے ہیں۔ اور وہ اُس بے عزّتی سے مرنا بہتر سمجھتے ہیں کہ ایسے شخصوں سے دلی صفائی کریں اور اُن کے دوست بن جائیں جن کا کام دن رات یہ ہے کہ وہ اُن کے رسُولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں اور اپنے رسالوں اور کتابوں اور اشتہاروں میں نہایت توہین سے اُن کا نام لیتے ہیں اور نہایت گندے الفاظ سے اُن کو یاد کرتے ہیں۔ آپ یاد رکھیں کہ ایسے لوگ قوم کے بھی خیر خواہ نہیں ہیں کیونکہ وہ اُن کی راہ میں کانٹے بوتے ہیں۔ اور مَیں سچ سچ کہتا ہُوں کہ اگر ہم جنگل کے سانپوں اور بیابانوں کے درندوں سے صلح کرلیں تو یہ ممکن ہے مگر ہم ایسے لوگوں سے صُلح نہیں کرسکتے جو خدا کے پاک نبیوں کی شان میں بدگوئی سے باز نہیں آتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ گالی اور بدزبانی میں ہی فتح ہے۔ مگر ہر فتح آسمان سے آتی ہے۔ پاک زبان لوگ اپنی پاک کلام کی برکت سے انجام کار دلوں کو فتح کرلیتے ہیں۔ مگر گندی طبیعت کے لوگ اس سے زیادہ کوئی ہنر نہیں رکھتے کہ مُلک میں مفسدانہ رنگ میں تفرقہ اور پھوٹ پیدا کرتے ہیں۔ کاش اگر دُنیا کے لوگ ایسے اُصول کے پابند ہوتے جو قرآن شریف نے پیش کیا ہے تو یہ مُلک برکتوں سے بھر جاتا۔ مگر یہ مُلک کی بدقسمتی ہے کہ اِس اُصول کو پسند نہیں کیا جاتا۔"

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۸۳ تا ۲۸۶)

پس قرآنِ مجید تو وہ عظیم کتاب ہے کہ صاف نیّت سے جو بھی ہندو بھائی اُسے پڑھے گا وہ ہندو مُسلم بھائی بھائی کا نعرہ لگائے بنا نہیں رہے گا۔ ہمیں یقین ہے کہ بشن صاحب نے صحیح نظر سے قرآنِ مجید کا مطالعہ نہیں کیا اس لئے وہ صرف سُنی سُنائی باتوں پر یقین کرکے اسلام اور قرآنِ مجید کے خلاف دِل میں بغض و نفرت رکھتے ہیں۔ اگر وہ صحتِ نیّت سے صحیح مطالعہ کریں گے تو یقیناً اُن کو رُوحانی بینائی نصیب ہوگی اور ان کا علم و عرفان ترقی کرے گا۔

یاد رکھیں کہ اب صرف یہی ایک راہ ہے کہ جس سے نہ صرف دُنیا میں امن قائم ہوگا بلکہ ترقیات کے دروازے کُھلیں گے۔

اِنْ شَآءَ اللّٰهُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ —!

(منیر احمد خادم)

زکوٰۃ

- "زکوٰۃ" اسلام کا ایک اہم اور بنیادی رُکن ہے۔
- ہر صاحبِ نصاب مسلمان مرد اور عورت پر "زکوٰۃ" کی ادائیگی فرض ہے۔
- "زکوٰۃ" مومنوں کے اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفوس کرتی ہے۔
- ادائیگی "زکوٰۃ" کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا قُرب اور اُس کی محبت حاصل ہوتی ہے۔
- یہ صرف رُوحانی بیماریوں ہی کا علاج نہیں بلکہ ظاہری تکالیف اور مصائب و آلام سے بھی نجات پانے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔
- کوئی بھی دوسرا چندہ "زکوٰۃ" کا قائمقام متصور نہیں ہوسکتا۔
- سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی رُو سے "زکوٰۃ" کی تمام رقوم مرکز میں آنی چاہئیں۔

ناظر بیت المال آمد۔ قادیان

طالبِ دُعا:۔ محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم

M/s NISHA LEATHER

SPECIALIST IN LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.

19-A. JAWAHAR LAL NAHRU ROAD.
CALCUTTA—700081.

PHONE – 543105

Star ★ CHAPPALS

WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER AND RUBBER CHAPPALS.

105/661, OPP. BLOCK NO.7 FAHIMABAD COLONY
KANPUR-1 PIN. 208001.

C.K.ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES.

MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM – 679339.
(KERALA)

TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

PHONE :- 26-3267.

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES.

AMBASSADOR & MARUTI
P. 48 PRINCEP STREET.
CALCUTTA —700072

رمضان المبارک کب شروع ہوگا؟ اور عید کب ہوگی؟

محترم عطاء المجیب راشد صاحب، امام مسجد فضل۔ لندن

روحانیت کا موسم بہار — رمضان المبارک شروع ہوگا؟ یہ سوال ان دنوں برطانیہ میں خصوصیت سے موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ ہر سال رمضان کی آمد سے قبل یہ سوال اُٹھتا ہے، خوب بحث ہوتی ہے، اتحاد و اتفاق کی تلقین ہوتی ہے جگہ جگہ قرار دادیں پاس ہوتی ہیں اور یہ مژدے سنائے جاتے ہیں کہ اس دفعہ برطانیہ کے سارے مسلمان اتفاق و یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک روز رمضان کا آغاز کریں گے۔ بالآخر ہوتا کیا ہے؟ وہی جو اب تک ہوتا آیا ہے۔ یعنی اختلاف در اختلاف۔ بجائے ایک دن کے، رمضان المبارک کا آغاز دو یا تین مختلف دنوں میں ہوتا رہا ہے اور یہی حال عید الفطر کا ہوتا ہے۔ ایک ہی ملک میں بلکہ ایک ہی شہر میں تین تین دنوں میں عید منائی جاتی ہے۔ اور غیر مسلموں کو جگ ہنسائی کا بھرپور موقع دیا جاتا ہے۔

اس انتہائی افسوس ناک صورت حال کے مقابل پر اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کی ایمان افروز مثال قائم فرمائی ہے جس میں وہ اتحاد و اتفاق اور یکجہتی نظر آتی ہے جو اسلام کا طرۂ امتیاز ہے۔ اور جس کی تعلیم اس آیت کریمہ میں دی گئی ہے:-

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔

جماعت احمدیہ میں اسلامی تعلیم کا یہ حسین نمونہ اس وجہ سے نظر آتا ہے کہ اس جماعت کو اللہ تعالیٰ نے خلافت حقہ احمدیہ کی صورت میں وہ حبل اللہ عطا کی ہے جو اس وحدت اور اتفاق کی ضمانت ہے۔ خلافت کی یہ نعمت غیر احمدیوں کو نصیب نہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان میں وہ اتحاد و اتفاق بھی نہیں جو حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑنے سے نصیب ہوتا ہے۔ کاش ہمارے مسلمان بھائی اس نکتہ کو سمجھیں کہ ان کی حقیقی فلاح اور کامیابی کا راز اسی میں مضمر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے!
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

الغرض بر سر مطلب۔ جماعت احمدیہ میں خلیفۂ وقت کی مقدس رہنمائی میں سب امور اسلامی تعلیمات کے عین مطابق طے پاتے ہیں اور اسلامی تعلیم کو صحیح طور پر سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی برکت سے کبھی کوئی اختلاف یا جھگڑا پیدا نہیں ہوتا۔ رمضان المبارک یا عیدین کے دن کی تعیین کے بارہ میں جو بنیادی اسلامی اصول جماعت احمدیہ مدنظر رکھتی ہے ان میں یہ بات شامل ہے کہ نئے اسلامی مہینہ کی ابتداء نئے چاند کی رؤیت سے ہوتی ہے۔ اگر ۲۹ تاریخ کو رؤیت نہ ہو تو ۳۰ روزے پورے کئے جائیں اور اس کے بعد لازمی طور پر نئے مہینہ کا آغاز ہوگا۔ کیونکہ کوئی اسلامی مہینہ ۳۰ دن سے زائد نہیں ہو سکتا۔ یہ بات بھی پیش نظر رہتی ہے کہ رؤیت ظاہری بھی ہوتی ہے اور سائنسی بنیاد پر بھی۔ اس سلسلہ میں قطعی سائنسی شواہد سے استفادہ کرنا نہ صرف اسلامی تعلیمات کے مطابق جائز ہے بلکہ قرآن مجید میں اس کی بار بار تلقین کی گئی ہے۔ اگر سائنسی شواہد کے مطابق امکان رؤیت قطعیت اور یقین کے مرتبہ پر پہنچ جائے تو اسے رؤیت ہی سمجھا جائے گا۔ ویسے بھی جب سائنسی معلومات کی بناء پر ہم روزانہ سورج کے طلوع اور غروب کے اوقات کا یقین کرتے اور اپنی پنجگانہ نمازوں وغیرہ کے اوقات کی تعیین کرتے ہیں تو پھر انہیں معلومات کو رؤیت کی بنیاد بنانے میں تامل کیوں؟

اسلامی تعلیم کے مطابق اگر اُفق اور مطالع کا اختلاف ہو تو رؤیت میں بھی اختلاف ہو سکتا ہے۔ اس لحاظ سے مختلف علاقوں میں رؤیت کا مختلف دنوں میں ہونا ایک طبعی امر ہے اور ہرگز خلاف شریعت نہیں۔ اس وجہ سے ایک علاقہ کے لوگوں کا مختلف اُفق رکھنے والے دیگر علاقوں میں رؤیت کو اپنے علاقہ کی رؤیت قرار دینا ہرگز درست نہیں۔ "لِکُلِّ اَھْلِ بَلَدٍ رُؤْیَتُھُمْ" اس پر نص صریح ہے۔

الغرض ان بنیادی اسلامی ہدایات کی روشنی میں جماعت احمدیہ کا طریق عمل یہ ہے کہ برطانیہ میں رائل آبزرویٹری (ROYAL OBSERVATORY) سے رابطہ کر کے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ سائنسی اعتبار سے کس روز چاند کی رؤیت ممکن ہے؟ یاد رہے کہ سائنسی طور پر چاند کی پیدائش یعنی اس کے روشن ہونے کے آغاز کا ایک وقت معین ہوتا ہے (جو قبل از وقت معین طور پر معلوم ہو سکتا ہے) لیکن اس وقت اس چاند کی رؤیت ممکن نہیں ہوتی۔ آبزرویٹری کے مطابق چاند کی ظاہر طور پر انسانی آنکھ سے رؤیت کا انحصار بنیادی طور پر دو باتوں پر ہوتا ہے۔

اوّل: غروب آفتاب کے وقت چاند کی عمر (سائنسی پیدائش کے وقت سے) کم از کم ۲۰ گھنٹے ہو چکی ہو۔

دوم: ELONGATION (یعنی چاند اور سورج کے فرق کا زاویہ) کم از کم دس ڈگری ہو۔

یہ دونوں شرائط پوری ہو جائیں تو لمبے سائنسی تجربہ اور مشاہدہ کی روشنی میں پورے یقین اور اعتماد سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ چاند ظاہری آنکھ سے دکھائی دے گا۔

ان اصولوں کی روشنی میں امسال رمضان المبارک کے آغاز اور عید الفطر کی تاریخوں کے ممکنہ دنوں کے کوائف حسب ذیل ہیں (جن کی تصدیق کوئی بھی شخص براہ راست آبزرویٹری سے رابطہ کر کے یا اُن کے شائع شدہ کیلنڈرز کے مطالعہ سے کر سکتا ہے)

رمضان المبارک کا آغاز

۲۰ جنوری ۱۹۹۶ء
چاند کی عمر: تین گھنٹے ۳۸ منٹ
زاویہ: ۵ء۴ ڈگری

۲۱ جنوری ۱۹۹۶ء
چاند کی عمر: ۲۷ گھنٹے ۴۰ منٹ
زاویہ: ۱۶ء۹ ڈگری

گویا چاند کی رؤیت ۲۱ جنوری ۱۹۹۶ء سے پہلے ہرگز ممکن نہیں اور ۲۱ جنوری کو اس کی رؤیت قطعی اور یقینی ہے لہذا رمضان المبارک کا آغاز ۲۲ جنوری ۱۹۹۶ء سے ہوگا یعنی ۲۲ جنوری ۱۹۹۶ء کو پہلا روزہ ہوگا۔

عید الفطر

۱۹ فروری ۱۹۹۶ء
چاند کی عمر: ۱۷ گھنٹے ۵۲ منٹ
زاویہ: ۱۰ء۷ ڈگری

۲۰ فروری ۱۹۹۶ء
چاند کی عمر: ۴۱ گھنٹے ۵۴ منٹ
زاویہ: ۲۳ء۷۰ ڈگری

گویا ۱۹ فروری کو اگرچہ ایک معیار کے لحاظ سے رؤیت کا امکان ہے لیکن دوسرا معیار پورا نہیں ہوتا جبکہ دوسرے روز یعنی ۲۰ فروری ۱۹۹۶ء کو یہ ہر دو بنیادوں کے اعتبار سے رؤیت قطعی اور یقینی ہے۔ اسلامی تعلیم یہی ہے کہ ہر معاملہ میں شک والی صورت سے اجتناب کیا جائے۔ اور یقین والے امور کو اختیار کیا جائے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُکَ۔"

نیز ایک اور حدیث میں ہے کہ:

"فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَصُوْمُوْا ثَلَاثِیْنَ یَوْمًا۔"

(بخاری کتاب الصوم)

گویا اگر کسی وجہ سے رؤیت ممکن نہ ہو اور معاملہ غیر واضح ہو تو افضل و اولیٰ یہی طریق ہے اور یہی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تیس روزے پورے کرو اور پھر عید کرو۔

ان امور کی روشنی میں واضح ہے کہ ۲۰ فروری ۱۹۹۶ء کی شام کو شوال کے چاند کی رؤیت قطعی اور یقینی ہے۔ اس لئے عید الفطر انشاء اللہ ۲۱ فروری ۱۹۹۶ء کو ہوگی۔

یہ بھی نوٹ فرمالیں کہ مندرجہ بالا اسلامی تعلیمات اور اصولوں کی روشنی میں سائنسی معلومات کی بنیاد پر عید الاضحیہ انشاء اللہ تعالیٰ ۲۸ اپریل ۱۹۹۶ء کو ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کے لئے مبارک کرے۔ آمین۔

(بشکریہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن ۱۹ جنوری ۱۹۹۶ء صفحہ ۷)

ڈش انٹینا ٹریننگ کلاس

احباب جماعت احمدیہ کی اطلاع کیلئے تحریر ہے کہ الیکٹرانکس، ڈش انٹینا، گھریلو الیکٹریکل کام (HOME APPLIANCES) اور نئے ٹرانسفرمر کے بارہ میں ٹریننگ کلاس مورخہ ۲۵ فروری ۹۶ء تا ۲۵ اپریل ۹۶ء قادیان میں منعقد ہوگی۔ انشاء اللہ۔ درخواست دہندہ کم از کم میٹرک پاس ہونا چاہیئے۔ گریجویٹ اور BSC طلباء کو فوقیت دی جائے گی۔ اس سلسلہ میں قادیان آنے اور جانے کے اخراجات سفر کے ذمہ دار درخواست دہندگان ہوں گے۔ قیام و طعام کا جماعتی طور پر انتظام ہوگا۔ البتہ موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں۔ داخلہ فارم کیلئے نظارت امور عامہ قادیان کو تحریر کریں۔

نوٹ:- تمام لیکچرز اردو میں ہوں گے۔

ناظر امور عامہ قادیان

साप्ताहिक 'बद्र'

कादियान [पंजाब]

सम्पादक :-
मुनीर अहमद ख़ादिम
उप सम्पादक :-
मुहम्मद नसीम खान
क़ुरैशी मुहम्मद फ़ज़लुल्लाह

वर्ष 3 हिन्दी भाग | 25 जनवरी - फरवरी 1996, | अंक 4-5

पवित्र क़ुर्आन

रमज़ान का महीना

रमज़ान वह महीना है जिसके बारे में क़ुर्आन उतारा गया है। वह (क़ुर्आन) सारे मानव समाज के लिए हिदायत बना कर भेजा गया है और जो सुस्पष्ट युक्तियां (खुली दलीलें) रखता है ऐसी युक्तियां जो हिदायत देती है तथा इसके सिवा क़ुर्आन में अल्लाह के निशान भी हैं। अतः तम में से जो व्यक्ति इस महीने को (इस अवस्था में) पाए (कि रोगी और यात्री न हो) उसे चाहिए कि वह इस महीने में रोज़े रखे तथा जो व्यक्ति रोगी हो अथवा यात्रा पर हो तो उसको दूसरे दिनों में गिनती पूरी करनी चाहिए। अल्लाह तुम्हारे लिये आसानी चाहता है। और तुम्हारे लिये दुःख या तंगी नहीं चाहता तथा यह आज्ञा उसने इस लिए दी हैं ताकि तुम कष्ट में न पड़ो और यह कि तुम गिनती पूरी कर लो और इस बात पर अल्लाह की बड़ाई करो कि उस ने तुम्हें हिदायत दी है और यह कि तुम उस के कृतज्ञ बनो।

(अल् बक़र: 186)

रमज़ान के रोज़े

फ़र्मान् हज़रत मुहम्मद मुस्तफा सल्लल्लाहो अलैहिवसल्लम

"जिसने ईमान और सवाब (पुण्य) की नियत से रमज़ान के महीने के रोज़े रखे और रातों में नमाज़े पढ़ी तो उसके अगले गुनाह (पाप) माफ कर दिये जायेंगे।" (तिर्मिज़ी)

उपासना

"जिस धर्म में उपासना न हो वह धर्म हमारे निकट कुछ नहीं इस प्रकार से ख़ुदा ताला के बोझों को अपने सिर से टालना सख़्त गुनाह है। अल्लाह ताला ने फर्माया है कि जो लोग तेरी राह में उपासना व रियाज़त करते हैं उनको ही हिदायत अर्थात सत्य का मार्ग दिखाया जाता है। (मलफ़ूज़ात)

भारत व पाकिस्तान के बुद्धिजीवियों को समय पर चेतावनी

हज़रत मिर्ज़ा ताहिर अहमद विश्वव्यापी इमाम जमाअत अहमदिया ने 26 दिसम्बर 1995 को मुस्लिम टेलीविजन (M.T.A) के ज़रिये जमाअत अहमदिया के केन्द्र क़ादियान के जलसा सालाना को सीधे लन्दन से प्रसारण करते हुए भारत व पाकिस्तान के निवासियों को अपने अपने देश से वफादारी करने और आपस में मुहब्बत प्यार व भाई चारे से रहने की नसीहत फर्मायी। आपने युद्धों के भयानक परिणामों को बयान करने के बाद दोनों देशों को युद्ध न करने तथा शान्ति के माहौल को बनाये रखने की नसीहत फर्मायी।

आपने विश्व स्तर पर होने वाले युद्ध और उनके भयानक परिणामों की हालत को क़ुर्आन मजीद की आयतों से पेश करते हुए फर्माया कि इन्सान की सरकशी ही युद्ध को जन्म देती है। और फिर कौमों पर एक भूचाल (भूकम्प) की सी हालत छा जाती है। और हर तरफ से अहंकार का भयानक मौहाल पैदा हो जाता है। यहाँ तक कि मां अपने दूध पीने वाले बच्चों को भी भूल जाती है।

आपने फरमाया कि इस समय भारत और पाकिस्तान दोनों देश की सीमा पर खड़े हैं और नफरत व एक दूसरे से दूर होने की बाते कर रहे है। हालाकि सच तो यह है कि इन दोनों देशों में युद्ध करने की ताकत नहीं है क्योंकि इन दोनों देशो में ग़रीबी और बदहाली हद से ज्यादा बढ़ी हुई है।

आपने भारत व पाकिस्तान का बजट पेश करते हुए फर्माया कि भारत का कुल बजट सत्रह ख़राब इक्यावन अरब बारह करोड़ रुपये है इसमें 13 प्रतिशत बजट डिफेन्स Defence के लिए निर्धारित है।

पाकिस्तान का कुल बजट चार खरब इक्यावन अरब बाईस करोड़ रुपये है इसमें से पाकिस्तान 25 प्रतिशत बल्कि कभी कभी 34 प्रतिशत तक भी डिफेन्स पर खर्च करता है।

आपने यह भी बताया कि यूरोपीय देश एशियाई देशो की अपेक्षा आर्थिक एवं वित्तीय दशा में बहुत आगे है। लेकिन वह अपने बजट का 7 प्रतिशत तक भी डिफेन्स DEFENCE पर खर्च नही करते यहां तक कि एक बार यूरोप में 7 प्रतिशत डिफेन्स DEFENCE का बजट निर्धारित होने पर उस के खिलाफ मुज़ाहरे होने लगे थे। लेकिन भारत और पाकिस्तान की हालत यह है कि दोनों देश कर्ज और ग़रीबी के बोझ के नीचे दबे हुए है। और अपनी बेवकूफी और कमअकली से डिफेन्स DEFENCE पर इस तरह खर्च करके गरीब जनता को और★

★ज्यादा कुचल रहें हैं। इस समय भारत की जनसख्या 85 करोड़ की सीमा को पार कर चुकी है जिसमें 30 करोड़ लोग ऐसे हैं जो ग़रीबी रेखा से नीचे जिन्दगी गुजारने पर मजबूर हैं। दूसरी तरफ पाकिस्तान की जनसख्या 12 करोड़ से आगे निकल गयी है। जहां 3 करोड़ लोग ऐसे हैं जो गरीबी रेखा से नीचे जिन्दगी गुज़ार रहे है।★

(शेष 2 पर)

भारत और पाकिस्तान के क़र्जो का वर्णन करते हुए आपने बताया कि सन 1991 में भारत पर 18 खरब रुपये का क़र्जा था और विश्व बैंक की रिपोर्ट के अनुसार कर्ज लेने वाले देशों में भारत का चौथा नम्बर है। इसी तरह पाकिस्तान पर भी साढे पन्द्रह खरब रुपये का क़र्ज है।

भारत में प्रतिवर्ष 38 लाख बच्चे ग़रीबी की वजह से 5 साल से कम उम्र में ही मर जाते हैं। और पाकिस्तान का ये हाल है कि वहां 4 करोड़ 67 लाख बच्चे बदहाली का शिकार हैं और सात करोड़ 4 लाख शिक्षा से वंचित (अर्थात अनपढ़) हैं।

बदकिस्मती ये है कि इस समय दोनों ही देशों के धार्मिक और राजनैतिक नेता अपने अपने देश की गरीबी और बदहाली को दूर करने के बजाय युद्ध की चिनगारियों को भड़काने में लगे हैं।

आपने दोनो देशो के बुद्धिजीवियों को सम्बोधित करते हुए फर्माया कि वह अपने अपने देशों में उठ रही युद्ध की चिनगारियों को बुझाने की कोशिश करें। बेशक अपने अपने देश के वफादार रहे लेकिन एक दूसरे के लिए मुहब्बत प्यार और भ्रातत्व (भाईचारा) की भावना को भी पैदा करे।

आपने फर्माया कि कोई धर्म धर्म नहीं कहला सकता जब तक कि वह इन्सानियत की बुनियाद पर क़ायम (आधारित) न हो नफरत कभी भी अच्छे फल नही दिया करती बल्कि नफरत की बेल पर हमेशा कड़ुवे फल ही लगते है।

आपने भारतीय मुसलमानो को संबोधत करते हुए फरमाया कि वह "कुर्आन मजीद अमन बख़्श शिक्षाओं को फैलाये। और हिन्दुओं को नसीहत की कि वह 'गीता' के उपदेशों पर अमल करें। और आज से हजारों वर्ष पूर्व पवित्र गीता ने जो प्यार का पाठ पढ़ाया था उसे फैलाये। फिर सिक्खों को नसीहत करते हुए आपने फर्माया कि वह श्री गुरु नानक जी की आवाज पर कान धरें जिनकी सारी जिन्दगी मुहब्बत व प्यार के सन्देश देने में अर्पण रही। उन्होंने वही अमनबख़्श शिक्षा दी थी जो तमाम धर्मो में मौजूद है।

अन्त में फर्माया कि अब समय आ गया है कि सब कौमें इन्सानियत को कायम और जिन्दा रखने के लिए अमन व सुलह के झण्डे के नीचे आ जाये। अब समय नफरतों और मतभेदों के भड़काने का नहीं रहा। बल्कि अब उन समन्वित भावनाओं को दुबारा आवाजें देने का समय आ गया हैं जो लोगों के सीनों में दबी पड़ी है उन भावनाओं को जाग्रत करो, और सम्पूर्ण सृष्टि की भलाई के लिए एक अन्तर्राष्ट्रीय कोशिश की शुरुआत करो।

रोज़ा (व्रत)

लेखक : जनाब मकबूल अहमद नयी दिल्ली

इस्लाम एक बहुत ही प्रिय तथा शान्ति पसन्द धर्म है जो कि इन्सानियत का हमदर्द तथा अल्लाह के प्राणियों का बहुत दर्द रखता है। इस्लामी शिक्षाओं का सारांश ही शान्ति तथा सब की सुरक्षा है यह बिना किसी भेद-भाव के बहुत ही उच्च आचरणों का धर्म है। तथा हर व्यक्ति के लिए चाहें वह किसी भी धर्म, किसी भी कौम तथा किसी भी देश का हो उसके लिए मुहब्बत तथा प्रेम के जज़बात को दर्शाता है इस्लामी उपासनाएं भी इन्सानी भलाई तथा रवादारी पर आधारित हैं। मैं इस समय दूसरी उपासनाओं को छोडते हुये सिर्फ एक ही उपासना अर्थात रोज़े व्रत पर प्रकाश डालूगा। यह ऐसी उपासना है जो सिर्फ और सिर्फ इन्सानो की सेवा से गहरा सम्बन्ध रखती है। रोज़े से यह अभिप्राय है कि प्रातः पौ फटने से पहले मुसलमान स्त्री हो या पुरुष नौजवान हो या बूढ़ा जिस पर भी रोज़ा अनिवार्य है भोजन करे तथा पानी पिये पौ फटने से लेकर सूर्य के अस्त होने तक कुछ भी न खाये। इस समय में वह ख़ुदा को याद करे तथा उसके बताये हुये नियमों पर अमल करे। यह उपासना लगातार एक मास तक करनी होती है। जैसे ही रमज़ान का चांद देखे रोज़ा प्रारम्भ कर दे। तथा जब तक अगले माह का चांद न देख ले यह क्रम लगातार करता जाये। कई बार रमज़ान का महीना 29 दिन का होता है तथा कई बार 30 तीस दिन का जब एक व्यक्ति रोज़ा रखता हैं तथा सारा दिन भूखा प्यासा रहता है तथा उसको भूख तथा प्यास महसूस होती है तब उसको पता चलता है कि वो लोग जो गरीब लाचार तथा मजबूर होते हैं जिनको खाना भी ठीक ढंग से नही मिलता तथा पानी भी नही मिलता। तब एक दर्दमन्द हृदय उनकी भूख तथा प्यास को महसूस करते हुये उनके लिए इन्सानियत के नाते खाने तथा पीने का प्रबन्ध करता है। इस्लाम ने यही रोज़ा की फिलासफी ब्यान की है। रोज़े की उपासना से गरीबो यतीमों तथा विवश विधवाओं की समस्याओ का एहसास दिलाना ही मुख्य है। क्योंकि अल्लाह तालाका यह उद्देश्य नही कि किसी को व्यर्थ ही भूखा रखा जाये। फिर दूसरा उदेश्य रोज़े का यह है कि ऐसे लोग जो बीमार हैं या सफर के कारण या सदैव बीमारो के कारण रोज़ा नहीं रख सकते तो उनको यह हुक्म है कि वो अपने एक मास का खाना जो जो आमतौर पर घर में खाते हैं उसकी जो भी कीमत बनती है वो किसी दूसरे जरुरत मन्द इन्सान को दे दें। इसी प्रकार ऐसी स्त्री जो अपने बच्चे को दूध पिलाती है तो उसका यह हुक्म है कि वह रोज़ा न रखे क्योंकि अगर वो बच्चे को दूध पिलाती है तो रोज़ा रखने के कारण उसके बच्चे की सेहत पर बुरा प्रभाव पडेगा तथा ऐसी मां जो गर्भवती है वो रोज़ा न रखे क्योंकि अगर वह रोज़ा रखेगी तो उसके शिशु पर इस का प्रभाव पड़ेगा तथा वह कमजोर पैदा होगा। इस प्रकार की स्त्रियों पम जरुरी है कि वो एक माह का भोजन अथवा उसके बराबर अनाज हिसाब करके किसी गरीब, निर्धन को दे दे। फिर इन दिनों में यह हुक्म दिया गया है कि गरीबो तथा जरुरत मन्दो में पैसा बांटो। ताकि वह अपने खाने पीने के साथ अपने वस्त्रो का भी प्रबन्ध कर सके तथा यह हुक्म भी ★

★ दिया गया है कि रमज़ान के आखिर कुछ दनों में हर मुसलमान तीन किलो अन्न या उसकी कीमत जमा करके गरीबों में बांट। तथा यह हुक्म हज़रत मुहम्मद साहिब (स.अ.ल) ने इतनी ताकीद के साथ दिया है कि कहा है कि अगर ईद की नमाज से पहले एक नया बच्चा पैदा हो तो यह खैरात उसकी ओर से भी देनी है। अब आप इससे अन्दज़ा लगाएं कि रोज़ा जो एक बहुत ही महत्वपर्ण उपासना है उसकी क्या शान तथा बरकत है।

प्रिंटर व पब्लिशर मुनीर अहमद हाफ़िज़ाबादी

बब्बल प्रिंटिंग प्रैस कादियां फोन 20121, घर 20611